تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد

ماہنامہ الحقیقہ پاکستان

مجلہ

جنوری 2023ء

سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جدید سائنس

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص



اس کی باتوں میں گلوں کی خوشبو

کشف المعانی لمکتوباتِ امامِ ربانی

حکمران ہو تو صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا

اداریہ

حضور مفکرِ اسلام رحمۃ اللہ علیہ کی چند کرامات



نومسلم ڈائری.... قادیانیت پر برق

فہرست

نعت شریف

نور خدا تمہیں ہو تو شان خدا تمہیں ہو
حق بھی تمہیں ہو اور شہا حق نما تمہیں

دنیا تمہارے نور سے، موجود تم سے ہے
اصل بنا تمہیں ہو تو وجہ بقا تمہیں

انسانیت کی ناؤ تھی نذر حوادثات
اس کو بچانے آئے ہو اے ناخدا تمہیں

مشکل ترین دل کی طہارت کا مسئلہ
آسان ترین کرتے ہو جان صفا تمہیں

مجھ ایسے بینوا کہ کوئی پوچھتا نہیں!
مجھ ایسے بینواؤں کا ہو آسرا تمہیں

کیا شے ہے جو تمہارے سوا مدعا بنے
میری مراد اور مرا مدعا تمہیں

تم جان دین بھی ہو تو سامان دید بھی
مجھ کو بھی دیجئے گا بنا آئینہ تمہیں

میں تم سے مانگ کر ہوں خدا ہی سے مانگتا
اللہ ذوالجلال کا ہو آئینہ تمہیں

میں تم سے مانگ کر ہی خدا سے ہوں مانگتا
یعنی خدا کی دین کا ہو راستہ تمہیں

آقا میں چاہتا ہوں کہ تم سے وفا کروں
لیکن حضور دو گے یہ مہر و وفا تمہیں

در پہ تمہارے بھیجا ہے آسیؔ کو شیخ نے!!
یہ ہے مریض اور ہو بحر شفا تمہیں

……《حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ》……

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس۔۶۳

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

حکمران ہو تو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جیسا

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا وصالِ پُر ملال اصحابِ رسول کے لیے بہت بڑا سانحہ تھا۔ وہ شدید صدمے سے دوچار تھے۔ اور ابھی وہ اپنی محبوب ترین ہستی جنابِ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی جدائی کے کرب سے سنبھلے نہ تھے کہ بدترین مسائل نے سر اٹھالیا۔ ایک طرف جھوٹے مدعیانِ نبوّت تھے جو مسلّح تصادم پر تیار کھڑے تھے۔ دوسری طرف مرتدینِ اسلام کی ایک جماعت تھی جس نے علَمِ بغاوت بلند کر دیا۔ تیسری طرف منکرینِ زکوٰۃ نے شورش برپا کر دی۔ چوتھی سمت بھی خالی نہ تھی، مدینہ طیّبہ کے گردونواح کے باغی قبائل چڑھائی کرنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ متعدد چھوٹے بڑے خطرات اور مشکلات کے پہاڑ ان کے علاوہ تھے۔

المختصر! خورشیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد شمعِ اسلام کے چراغِ سحری بن جانے کی فکر لاحق ہو چکی تھی۔ لیکن حوصلہ افزا بات یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے تربیت یافتہ جانشین، ان صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے عاشقِ صادق، غیر معمولی عقل و دانش کے حامل، بےمثل مدبر، بےنظیر سیاستدان، عزیمت و استقامت کا کوہِ گراں، خلیفۂ اوّل جناب سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ان فتنوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے موجود تھے۔ نرم دل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اسلامی ریاست میں فتنہ وفساد پھیلانے والوں کے لیے فولاد دل اور مردِ آہن ثابت ہوئے۔ یہی نہیں، آپ کے جاندار موٴقف اور جوانمردی و شیر دلی کی بدولت دیگر اصحابِ رسول نے بھی استقامت کی راہ اختیار کی۔ آپ نے فتنوں کی سرکوبی کے لیے سیدنا خالد بن ولید، عکرمہ بن ابی جہل، شرحبیل بن حسنہ، خالد بن سعید بن العاص، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سمیت ااعظیم کمانڈر مدینہ طیبہ کی چاروں اطراف میں روانہ کیے۔ اسلام کے دشمن ریاستِ مدینہ کو کمزور کرنا چاہتے تھے لیکن سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے عزم وحوصلہ کے سامنے یہ لوگ بکھرے ہوئے پتے ثابت ہوئے۔

نبوّت کے اوّلین جھوٹے دعوے داروں میں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور طلیحہ اسدی شامل ہیں۔ بنوتمیم کی ایک خاتون سجاح بھی

نبوّت کی دعوے دار ہوئی کہ جناب محمّد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بعد واقعی کوئی مرد نبی نہیں ہوسکتا مگر عورت نبی بن سکتی ہے (نعوذ باللہ)۔امتِ مسلمہ کے پہلے مجاہد ختمِ نبوت، قیامت تک کے مجاہدینِ ختمِ نبوت کے امام، جناب سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے عمدہ حکمتِ عملی سے متعدد جنگی مشن بھیج کر ایک سال سے بھی کم مدت میں سب کی گوشمالی کی۔نبوت کا دعویٰ کرنے والے فنا ہوگئے اور ان کی طاقت کو مٹی میں ملا دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے وصال سے قبل ۱۷ سالہ حضرتِ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلقان (اردن) کی طرف ایک لشکر دے کر بھیجا تھا۔یہ لشکر مقام جرف پہنچا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خبرِ وصال سن کر رک گیا۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سمیت جید صحابہ کا خیال تھا کہ کم عمر اسامہ رضی اللہ عنہ کی بجائے کسی تجربہ کار کمانڈر کا تعین کیا جائے لیکن سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سراپا جلال بن کر گویا ہوئے:''جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے امیر بنایا ہے کیا میں اس کے علاوہ کسی اور کو امیر مقرر کروں؟''۔چنانچہ تمام اصحابِ رسول نے سرِ تسلیم خم کیا۔اب لشکرِ اسامہ بلقان کی طرف روانہ ہوا تو جہاں سے یہ گذرتا، دشمنانِ اسلام پر ہیبت چھا جاتی۔ان علاقوں میں بڑے سرکش بدو رہتے تھے جو مدینہ طیبہ پر چڑھائی کا پروگرام بنا رہے تھے۔ان کا خیال تھا کہ مدینہ طیبہ کمزور اور خالی ہو چکا تھا۔لیکن لشکرِ اسامہ کو دیکھا تو سوچ کے زاویے بدل گئے۔کہنے لگے کہ اگر مسلمانوں کا دفاع کمزور ہوتا اور ان کے پاس قوّت نہ ہوتی تو یہ عظیم لشکر روم جیسی سپر پاور سے ٹکر لینے کے لیے کبھی روانہ نہ ہوتا۔جو رومیوں سے ٹکر لے سکتے ہیں، ہم ان کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ادھر اہلِ بلقان بھی بغیر لڑے جزیہ دینا قبول کر لیتے ہیں۔دیگر باغیوں کو بھی کچل کر رکھ دیا گیا۔محض دو ماہ بعد سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر بلقان اور اردگرد کے علاقوں میں اسلامی رٹ قائم کر کے شان وشوکت کے ساتھ واپس آتا ہے۔

لشکرِ اسامہ کو روانہ کر کے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں باقی مجاہدین کو اکٹھا کرتے ہیں، بنو اسد، بنو غطفان، بنو طے کے مرتد ہونے والے لوگوں پر لشکر کشی کر کے شکستِ فاش دیتے ہیں۔مرتدین کے خلاف کل گیارہ (۱۱) لڑائیاں لڑی گئیں۔ان میں مدینہ شریف سے محض ۲۶ میل دور ایک لڑائی میں خلیفۃ المسلمین جناب سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بنفسِ نفیس شرکت فرماتے ہیں۔

جن قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا، ان کا کہنا تھا کہ ہم کلمہ کا اقرار کرتے ہیں، نمازیں بھی پڑھیں گے، باقی کے ارکانِ اسلام بھی پورے کریں گے، بس زکوٰۃ نہیں دیں گے۔سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے بلا تامل ان کے خلاف بھی جہاد کا اعلان کر دیا۔لوگوں نے آ کر کہا کہ جناب کلمہ پڑھنے والوں پر تلوار کھینچیں گے؟ فرمایا: بکری کا بچہ جو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو بطورِ زکوٰۃ پیش کیا کرتے تھے، اگر نہ دیں گے تو پھر بھی میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ان اصحاب نے جب غور وفکر کیا تو آپ کی رائے کو درست پایا اور سمجھ گئے کہ اللہ جل مجدہٗ نے آپ کا سینہ کھول دیا ہے۔جید صحابہ کرام علیہم الرضوان حیران ہیں کہ اس قدر مشکل حالات میں اتنی دلیری کے ساتھ جرأت مندانہ اور درست فیصلے کرنا اور کہیں ذرّہ برابر کمزوری بھی نہ دکھانا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی کا کارنامہ ہے۔جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا دستِ رحمت ہے۔تمام منکرینِ زکوٰۃ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عزم واستقلال کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوئے، یوں ہمیشہ کے لیے اس مسئلہ کو حل کر لیا گیا۔

قرآنِ کریم کوایک جگہ جمع کرنے کا کارنامہ بھی اسی دورِخلافت میں سرانجام پایا۔اس مقصد کے لیے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پرسیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتخاب نہایت عمدہ رہا۔المختصر! سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۲ سال، ۳ ماہ، ۱۰ دن میں تمام فتنوں کوختم کر دیا یا وہ دب کر رہ گئے۔

آج تاجدارِصداقت کے اس بے مثال طرزِ حکمرانی کے نمایاں خدوخال پیش کرنے کا ایک مقصد پاکستان کے اربابِ حکومت کو جگانا بھی ہے۔ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وطنِ عزیز کی کشتی مسائل کے گرداب میں بری طرح پھنسی ہوئی ہے۔ساحل آشنا ہونے کی امیدیں بھی دم توڑ رہی ہیں۔لیکن ہمارے مذہب نے مایوسی کو بھی گناہ قرار دیا ہے۔پھر جس قوم کے پاس اسوۂ صدیق ہو،اسے مایوس ہونا زیب بھی نہیں دیتا۔مانا کہ ہماری معیشت نازک ترین دور سے گزر رہی ہے......مہنگائی نے عوام کا برا حال کر دیا ہے......بدامنی ودہشتگردی کے منحوس سایے ایک مرتبہ پھر ہمیں ڈرا رہے ہیں......سیاسی خلفشار ملک کو کمزور کر رہا ہے......کرپٹ لوگ ہمارے دیس کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں......ہر آنے والی حکومت سخت حالات کا رونا روتی ہے......لیکن کیا ہمارے ملکی حالات دورِ صدیق کے حالات سے زیادہ پیچیدہ اور پریشان کن ہیں؟یقیناً! نہیں،اصل پریشان کن بات تو یہ ہے کہ ہمارے سیاسی قائدین سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے کارناموں سے آگاہ نہیں۔ان کے طرزِ حکمرانی کو دیکھتے اوران کی غلامی کرتے تو مسائل پر قابو پانا سیکھ جاتے۔ان کی حیرت انگیز صلاحیتوں کی طرف نظر کرتے تو اپنے دیس کی جملہ مشکلات حل کرنے کا ایک پورا پروگرام پاتے۔آزمائش شرط ہے۔اے کاش ہمارے حکمرانوں کوسیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے اخلاص اور جرأت کا کوئی ذرہ میسر آجائے۔امین بجاہ النبی الکریم الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص

جناب غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) قرآن پاک سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو ثانی اثنین کہتا ہے، فرمایا:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ اِذْيَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ

یعنی اگر تم لوگوں نے رسول کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ ان کی مدد فرما چکا جب کافروں نے رسول اللہ کو بے وطن کیا اس حال میں کہ وہ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے صحابی سے فرما رہے تھے غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پس اللہ نے اس پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی۔ (التوبہ،۴۰)

اس آیت کا ایک ایک لفظ صدیقی مناقب اور خصائص سے لبریز ہے: نَصَرَهُ اللّٰهُ میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ذریعے کی گئی مدد کا ذکر ہے، ثَانِيَ اثْنَيْنِ میں خلیل کی خلوت کا عروج، غار کی تنہائی میں اِذْهُمَا کا وصل جسے دیکھ کر مفسرین کی قوتِ ممیّزہ جواب دے گئی کہ اَحد کون ہے اور ثانی کون ہے، صَاحِبِهٖ کی اضافت میں اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ کا عکس، لَا تَحْزَنْ کی حوصلہ افزائیاں اور اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا میں معیت کی رعنائیاں سمجھنے کے لئے مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہ کی جیسی بصیرت چاہیے، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اِنَّ اللّٰهَ ذَمَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ وَمَدَحَ اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ یعنی اللہ تعالیٰ نے اِلَّا تَنْصُرُوْهُ کے الفاظ میں تمام لوگوں کی مذمت کی ہے اور ابوبکر کی مدح کی ہے۔ (ابن عساکر جلد ۳۰ ص ۲۹۱، درمنثور ۳/ ۴۵۵، روح المعانی جلد ۱۰ ص ۳۳۳) یہی بات حضرت سیدنا حسن بصری قدس سرہ العزیز بھی فرماتے ہیں: عَاتَبَ اللّٰهُ جَمِيْعَ اَهْلِ الْاَرْضِ غَيْرَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (نوادر الاصول، ۱۰۷۶، درمنثور ۳/ ۴۵۶، روح المعانی ج ۱۰ ص ۳۳۳) یہی بات امام شعبی تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے عَاتَبَ اللّٰهُ اَهْلَ الْاَرْضِ جَمِيْعًا فِي هٰذِهِ الْاٰيَةِ غَيْرَ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (بغوی جلد ۲ ص ۲۸۲) یہی بات حضرت سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے۔ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عينيه: خَرَجَ اَبُوْ بَكْرٍ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ مِنَ الْمُعَاتَبَةِ الَّتِيْ فِيْ قَوْلِهٖ، اِلَّا تَنْصُرُوْهُ (قرطبی ج ۸ ص ۱۳۱)

اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر مہاجرین میں سے ہوگا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کون ہے جس میں یہ تین خوبیاں ہوں؟ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ یہ دونوں کون ہیں؟ اِذْيَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ یہ دونوں کون ہیں؟ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا یہ دونوں کون ہیں؟ یہ سن کر سب نے حسین وجمیل طریقے سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ (السنن الکبریٰ للنسائی: ۱۱۲۱۹، نوادر الاصول: ۱۰۷۷)

حضرت علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ نے لَاتَحْزَنْ کی تفسیر کرتے ہوئے یہ کہہ کر انتہا کردی کہ: اَلصِّدِّيْقُ عِنْدَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِمَنْزِلَتِهٖ عِنْدَ رَبِّهٖ جَلَّ شَانُهٗ یعنی ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں وہی مقام و مرتبہ حاصل ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے رب کی بارگاہ میں حاصل ہے۔ (روح المعانی ج ۱۰ ص ۳۳۷)

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰى یعنی اور وہ جہنم سے دور رہے گا جو سب سے بڑا متقی ہے۔ (سورۃ الیل، ۱۷)

علامہ ابوالحسن واحدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: يَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ فِيْ قَوْلِ الْجَمِيْعِ یعنی اَتْقیٰ سے مراد ابوبکر صدیق مراد ہیں، یہ پوری امت کا قول ہے۔ (التفسیر البسیط ۲۴/ ۸۸)

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَايَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا یعنی تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور اللہ کی راہ میں جنگ لڑی ان کا درجہ بہت بلند ہے اس کے بعد خرچ کرنے والے اور جنگ لڑنے والے ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ (الحدید ۱۰، ۵۷)

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ایمان والوں کو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس آیت میں صدیق اکبر سب سے ٹاپ پر ہیں لَهُ الْحَظُّ الْاَوْفَرُ اور تمام انبیاء کی امتوں میں سے اس پر عمل کرنے میں سید و سردار ہیں، انہوں نے اپنا سارا مال اللہ کی رضا کے لئے خرچ کر دیا۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۰۴)

(۴) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ (ترمذی، ۳۴۷۳۴)

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَادَعَوْتُ اَحَدًا اِلَى الْاِسْلَامِ اِلَّا كَانَتْ لَهُ عَنْهُ كَبْوَةٌ وَتَرَدُّدٌ وَنَظْرٌ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ مَا عَتَّمَ حِيْنَ ذَكَرْتُهُ لَهُ، وَمَاتَرَدَّدَ فِيْهِ یعنی میں نے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے ٹال مٹول، تردد اور تاخیر سے کام لیا سوائے ابوبکر کے، جب میں نے اس کے سامنے اپنی نبوت کا ذکر کیا تو اس نے بلا تاخیر سے کام لیا اور تردد نہیں کیا اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی ہیں کہ فَلَمْ يَفِرَّ وَلَمْ يُنْكِرْ۔ (سیرۃ نبویہ لابن اسحاق ۱/ ۱۸۳ سیرۃ نبویہ لابن ہشام ۱/ ۲۵۲، دلائل النبوۃ بیہقی حدیث، ۴۷۶)

(۶) حضرت عامر تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا لوگوں میں سب سے پہلے اسلام کون لایا؟ تو انہوں نے فرمایا کیا تم نے حضرت حسان کا قول نہیں سنا؟

اِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْواً مِنْ اَخِيْ ثِقَةٍ   فَاذْكُرْ اَخَاكَ اَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَتْقَاهَا وَاَعْدَلُهَا   اِلَّا النَّبِيُّ وَاَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا
وَالثَّانِيُ التَّالِيُ الْمَحْمُوْدُ مَشْهَدُهُ   وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

(ابن ابی شیبہ ۸/ ۴۴۸، الاستیعاب ص ۳۳۰، مستدرک حاکم، ۴۴۶۹، طبرانی کبیر، ۱۲۳۹۸)

ترجمہ: جب تم اربابِ وفا کی داستانِ غم چھیڑو تو اپنے بھائی ابوبکر کو ضرور یاد کرنا، جو کچھ اس نے کر کے دکھایا۔ وہ نبی کریم کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل اور قابلِ اعتماد تھا اور اپنی ذمہ داری کو سب سے زیادہ سنبھالنے والا تھا۔ وہ دوسرے نمبر پر تھا، نبی کے پیچھے پیچھے تھا، اس کی رسالت کی گواہی بڑی پسندیدہ تھی، رسولوں کی تصدیق کرنے والے پہلے لوگوں میں سے تھا۔

ان اشعار میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سات خصائص کا ذکر ہے۔

(۷) **عن سعيد بن المسيب قال ابو بكر الصديق رضى الله عنه من النبى ﷺ مكان الوزير، فكان يشاوره فى جميع اموره، وكان ثانيه فى السلام، وكان ثانيه فى الغار، وكان ثانيه فى العريش يوم بدر، وكان ثانيه فى القبر ولم يكن رسول الله ﷺ يقدم عليه احدا.** (مستدرک حاکم، ۴۴۶۳)

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وزیر کی طرح تھے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے تمام معاملات میں مشورہ لیتے تھے، وہ اسلام میں آپ کے ثانی تھے، وہ قبر میں آپ کے ثانی ہوئے اور رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو ان سے آگے نہیں سمجھتے تھے۔

اس ایک حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سات خصائص مذکور ہیں۔

(۸) آپ کے چہرے کے جمال کی وجہ سے آپ کو عتیق کہا جاتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام عتیق رکھا یعنی جہنم سے آزاد۔ (طبرانی کبیر حدیث،۴تا۱۱)

(۹)عن حکیم بن سعد قال سمعت علیا رضی اللہ عنہ یحلف اللہ انزل اسم ابی بکر من السماء الصدیق

ترجمہ: حضرت حکیم بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ نے ابوبکر کا نام ''صدیق'' نازل فرمایا۔(المعجم طبرانی ۱۴مجمع الزوائد)

(۱۰) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ عرج بی الی السماء فما مررت بسماء الاوجدت فیھا اسمی محمد رسول اللہ وابو بکر الصدیق .(مسند ابی یعلیٰ ۶۶۰۰)

ترجمہ: مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں جس آسمان سے بھی گزرا ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ اور اپنے نام کے پیچھے ابوبکر صدیق لکھا ہوا پایا

(۱۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کے بعد حضرت جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا: میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ ابوبکر صدیق آپ کی تصدیق کریں گے۔**بلیٰ یصدقک ابو بکر الصدیق** (فضائل الصحابہ،۱۱۶)

امام قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **واجمع المسلمون علیٰ تسمیۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ صدیقا کما اجمعو علی تسمیۃ محمد علیہ السلام رسولا، واذا ثبت ھذا وصح انہ الصدیق وانہ ثانی رسول اللہ ﷺ لم یجز ان یتقدم بعدہ احدا** یعنی ابوبکر صدیق کا نام صدیق ہونے پر تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے جس طرح سیدنا محمد علیہ السلام کے رسول ہونے پر سب کا اجماع ہے اور جب یہ بات ثابت ہوگئی اور آپ کا صدیق ہونا صحیح ٹھہرا اور آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثانی ہونا صحیح ٹھہرا تو پھر جائز نہیں کہ کوئی حضور کے بعد آپ سے آگے قدم رکھے۔(تفسیر قرطبی ج۵ص۲۶۲)

(۱۲) بڑے بڑے صحابہ کرام آپ کی ترغیب سے ایمان لائے، سیدنا عثمان غنی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا عثمان بن مظعون، سیدنا ابوعبیدہ بن جراح، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا ابوسلمۃ اور سیدنا ارقم رضی اللہ عنہم۔ (الریاض النضرۃ،۱/۹۱)

(۱۳) آپ نے بہت سے غلاموں حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت ام عمیس وغیرہم کو خرید کر آزاد کیا(الریاض النضرۃ ص۱۳۳)

(۱۴) صاحب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تمام ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں مگر جس کی صحابیت کا انکار کفر ہے وہ فقط ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، اس لیے کہ قرآن میں آپ کو لِصَاحِبِہٖ کہا گیا ہے۔

(۱۵) اگلی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر مبارک کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق کی تصویر بھی اس طرح بنی ہوئی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کو پکڑا ہوا تھا۔ اہلِ کتاب کا عقیدہ تھا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہے۔

(طبرانی اوسط،۸۲۳۱،طبرانی کبیر ۱۵۱۸، دلائل النبوۃ بیہقی ۲/ ۲۵۸، ۲۸۹، الوفا صفحہ ۵۶، ۵۷، تفسیر ابن کثیر ۲/ ۳۴۸)

(۱۶) آپ رضی اللہ عنہ کی چار پشتیں صحابی ہیں، والد گرامی، خود صدیق اکبر، بیٹا اور پوتا رضی اللہ عنہم (المعجم الکبیر حدیث:۱۱)

(۱۷) مردوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب تھے۔(بخاری:۳۶۶۲)

(۱۸) آپ رضی اللہ عنہ کو تہبند لٹکا کر باندھنے کی اجازت تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے تکبر کرتے ہوئے اپنا تہبند لمبا

رکھا اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے تہبند کی ایک سائیڈ لٹکی رہتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم تکبر کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے۔(بخاری:٣٦٦٥)

(١٩) ابوبکر صدیق کو جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔(بخاری ١٨٩٧، ٢٨٤١، ٣٢١٦، ٣٦٦٦، مسلم ٢٣٧١، ٢٣٧٢، ٢٣٧٢)

(٢٠) آپ رضی اللہ عنہ اس امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔(مستدرک حاکم ٤٥٠٠)

(٢١) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا، پھر جب اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابوبکر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، ابوبکر کھڑے ہو گئے اور خطاب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختصر خطاب کیا، پھر جب ابوبکر اپنے خطاب سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، عمر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بھی خطاب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر سے خطاب کیا۔(مستدرک حاکم ٤٥٥٦) **فَكَانَ اَوَّلَ خَطِيْبٍ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِه**: آپ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلانے والے پہلے خطیب تھے۔(تاریخ الخلفاء ص ٣٣ وعزاہ الی ابن عساکر)

(٢٢) **عن ابی الدرداء رضی الله عنه قال قال النبی ﷺ ان الله بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابو بکر صدق وواسانی بنفسه وماله فهل انتم تارکولی صاحبی** (بخاری حدیث ٣٦٦١، ٤٦٤٠)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا تو تم سب نے کہا تم جھوٹے ہو اور ابوبکر کہتا رہا وہ سچا ہے اور اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعے میری مدد کی۔ کیا تم لوگ ایسا نہیں کرسکتے کہ میرے یار کو میرے لیے رہنے دو۔

(٢٣) **عن عروة بن الزبیر قال سالت عبدا لله بن عمرو عن اشد ما صنع المشرکون برسول الله ﷺ قال رایت عقبة بن ابی معیط جاء الی النبی ﷺ وهو یصلی فوضع رداء ہ فی عنقه فخنقه به خنقا شدید ا فجاء ابو بکر حتیٰ دفعه عنه فقال اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله وقد جاء کم بالبینات من ربکم** (غافر ٢٨، ٣٦٧٨، ٣٨٥٦)

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے بڑا ظلم کون سا کیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ نبی کریم نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط نے آکر اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر آپ کا شدت سے گلا دبانا شروع کردیا، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس کو دھکا دے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کیا، پھر یہ آیت پڑھی: کیا تم ایک مردِ خدا کو (معاذ اللہ) اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ یقیناً وہ تمہارے پاس رب کی طرف سے چمکتی ہوئی نشانیاں لے کر آئے ہیں۔

یہ حدیث دیگر کتب میں تفصیلاً اس طرح مذکور ہے: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشرکین کی طرف سے سب سے سخت دن کون سا آیا؟ فرمایا: ایک مرتبہ مشرکین مسجد حرام میں بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں باتیں کررہے تھے کہ یہ ہمارے بتوں کو اس طرح اس طرح کہتے ہیں، اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔ وہ سب کھڑے ہو کر پوچھنے لگے کہ آپ ہمارے بتوں کے بارے میں اس طرح اس طرح کہتے ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ وہ سارے کے سارے ٹوٹ پڑے۔ ایک آدمی چیختا ہوا ابوبکر کے پاس پہنچا اور کہا: (یاصدیق اکبر) اپنے صاحب کو پہنچ، ابوبکر فوراً نکل گئے اور انہوں نے زلفیں رکھی ہوئی تھیں، آپ مسجد میں داخل ہوئے اور کہے جارہے تھے: تم لوگوں کا برا ہو، کیا تم اس مردِ خدا کو معاذ اللہ قتل کرنا چاہتے ہو جو

کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اورتمہارے پاس رب کی طرف سے واضح نشانیاں لے کر آیا ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا اور ابوبکر پر حملہ کر دیا۔ ابوبکر جب ہمارے واپس آئے تو آپ اپنی زلفوں میں سے جہاں بھی ہاتھ لگاتے تو بال اکھڑ کر ہاتھ میں آ جاتے تھے اور آپ فرماتے تھے: **تبارکت یا ذاالجلال والاکرام** (مسند حمیدی ۳۲۴، نوادر الاصول: ۹۰۱۷، مسند ابی یعلیٰ: ۵۲، حلیۃ الاولیاء ج ا ص ۶۲، ۶۳) اسنادہٗ صحیح ۔

یہی حدیث مستدرک میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: **من ھذا؟ قالو: ھذا ابن ابی قحافة المجنون** یعنی لوگوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ دوسروں نے جواب دیا یہ ابوقحافہ کا بیٹا ہے، (محبوب کا) دیوانہ۔ (مستدرک حاکم ۴۴۸۰، صحیح وافقہ الذھبی)

یہ واقعہ صدیقی خصائص سے لبریز ہے، صرف مال ہی نہیں بلکہ جان کی بازی لگا دینے کے علاوہ ایک ایک سطر میں صدیقِ اکبر کی وفاداریاں اپنی انتہا کو چھو رہی ہیں۔ مزید دیکھئے:

(۲۴) صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ بہادر تھے۔ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہیں **فھذا اشجع الناس**. (مجمع الزوائد ۱۴۳۳۳)

(۲۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن جنگِ بدر اور احد میں کافروں کے ساتھ تھے، انہوں نے مقابلہ کرنے کے لیے مسلمانوں کو للکارا تو ان کا مقابلہ کرنے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **متعنا بنفسک** یعنی ہمیں اپنی جان سے استفادہ کرنے کا موقع دیجئے (الاستیعاب ص ۴۱۱) **متعنا بنفسک یا ابا بکر اما علمت انک عندی بمنزلة سمعی وبصری** (السیرۃ الحلبیۃ)

جب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر مسلمان ہوئے تو عرض کیا ابا جان جنگِ بدر میں آپ کئی بار میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں نے آپ سے درگزر کیا، حضرت صدیق اکبر نے فرمایا اگر تم میرے سامنے آجاتے تو میں کبھی درگزر نہ کرتا۔ (سیرت حلبیہ ۲/۴۰۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی تو آپ نے انہیں تھپڑ مار دیا جس سے وہ گر گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آئندہ ایسا مت کرنا، انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا۔ (درمنثور ۶/۲۹۷، سیرت حلبیہ ۲/۴۰۵)

(۲۶) ہجرت والی حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کم از کم سات خصائص موجود ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر کو اپنے ساتھ ہجرت کے لئے منتخب فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزانہ صبح شام صدیق اکبر کے گھر تشریف لے جاتے تھے، ابنِ دغنہ نے صدیقی شان میں وہی الفاظ بولے جو سیدہ خدیجہ الکبریٰ نے پہلی وحی کے نزول کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بولے تھے، ابوبکر نے دنیائے اسلام کی پہلی مسجد مکہ شریف میں اپنے گھر میں بنائی تھی، صدیق اکبر کے قرآن پڑھنے پر کافروں کی عورتیں اور بچے آپ پر پروانہ وار گرتے تھے، صدیقِ اکبر نے اللہ کے ذمے پر بھروسہ کیا اور ابنِ دغنہ کا ذمہ واپس کر دیا، صدیقِ اکبر نے سواری کے لیے دو اونٹنیاں خریدیں اور انہیں خصوصی غذا کھلاتے رہے۔ (بخاری ۲۲۹۷، ۳۹۱۵)

(۲۷) ہجرت کی رات صدیقِ اکبر کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے چلتے کبھی پیچھے چلتے کبھی دائیں چلتے اور کبھی بائیں چلتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر یہ کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے سے دشمن کا ڈر لگتا ہے تو آپ کے سامنے

آجاتا ہوں، جب آپ کے پیچھے سے دشمن کا ڈر لگتا ہے تو پیچھے آجاتا ہوں، اسی وجہ سے کبھی دائیں اور کبھی بائیں ہوتا ہوں تاکہ آپ کو نقصان نہ پہنچے۔ اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی انگلیوں کے بل چلتے رہے حتیٰ کہ قدمِ نازک چھل گئے، جب ابوبکر صدیق نے یہ دیکھا تو آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور دوڑ پڑے حتیٰ کہ غار تک لے آئے اور اتار دیا۔ (الوفا صفحہ ۲۳۷)

(۲۸) ہجرت کے موقع پر کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیقِ اکبر کو پکڑنے والے کے لیے انعام مقرر کیا۔ (مستدرک حاکم حدیث ۴۴۸۱)

(۲۹) صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کی سفارش کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں، میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے الخ۔ پھر جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بات کی تو انہوں نے بھی بالکل وہی الفاظ دہرائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے تھے کہ:

انه لرسول الله صلى الله عليه واٰله وسلم وليس يعصى ربه وهو ناصره الخ (بخاری:۲۷۳۱)

(۳۰) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے ہر کسی کے احسانوں (یعنی خدمت) کا بدلہ دے دیا ہے، سوائے ابوبکر کے۔ (ترمذی حدیث ۳۶۶۱) (۳۱) آپ رضی اللہ عنہ جان اور مال سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سب سے آگے تھے۔ (بخاری:۴۶۷)

(۳۲) آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی جگہ اپنی جیب سے خریدی۔ (شرح النووی ۲/۲۰۰)

(۳۳) صدیق اکبر نے گھر کا سارا سامان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کردیا اور حضرت عمر نے فرمایا: اللہ کی قسم میں کسی معاملے میں ابوبکر سے آگے نہیں بڑھ سکتا **والله لا اسبقه الى شىء ابدا** (ترمذی حدیث:۳۶۶۱)

اسی موقع پر حضرت صدیق اکبر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ تو آپ نے عرض کیا: **ابقيت لهم الله ورسوله** یعنی میں ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔ (ترمذی:۳۶۷۵، ابوداؤد ۱۶۷۸)

صوفیا فرماتے ہیں کہ یہ سب سے پہلا صوفیانہ جملہ تھا جو صدیقِ اکبر کی زبان پر آیا۔

(۳۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے مال میں اس طرح تصرف فرماتے تھے جیسے اپنا ذاتی مال ہو (مصنف عبدالرزاق حدیث ۲۰۳۹۷)

(۳۵) **بنى لرسول الله ﷺ عريش فكان فيه وابو بكر رضى الله عنه مامعهما غيرهما** یعنی بدر کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عرشہ تیار کیا گیا، اسی میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، دونوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ (دلائل النبوۃ، بیہقی ۹۴۱)

(۳۶) **عن ابن عباس رضى الله عنه قال قال النبى ﷺ يوم بدر اللهم انى انشدك عهدك ووعدك ، اللهم ان شئت لم تعبد فاخذ ابو بكر بيده فقال حسبك فخرج وهو يقول: سيهزم الجمع ويولون الدبر** (القمر،۴۵)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ بدر کے دن یہ دعا فرمائی: اے اللہ! میں تیرے سامنے تیرا میرے ساتھ وعدہ پیش کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہے (کہ آج مسلمان ناکام ہوں تو پھر آج کے بعد دنیا میں) تیری عبادت نہیں کی جائے گی، پس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا اور عرض کیا: یارسول اللہ اتنا کافی ہے (آپ نے دعا فرمانے میں انتہا کردی ہے)، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خیمہ سے باہر نکلے اور آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے: عنقریب کفار کا لشکر شکست کھائے گا اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ (بخاری ۳۹۵۳)

(۳۷) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ابوبکر ہم سے آگے نکل گیا۔ (المعجم

للطبرانی:۱۶۸۷، مجمع الزوائد:۱۴۳۳۲)

اس حدیث میں صدیقی خصائص کا سمندر موجود ہے۔

(۳۸) فتح مکہ کے موقع پر سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرانے کے لئے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے خود ان کے پاس جانے کا موقع دیا ہوتا، صدیق اکبر نے عرض کیا: یہ ان کی ذمہ داری تھی کہ آپ کے پاس آتے، فرمایا: ہمیں ان کا لحاظ ہے ان کے بیٹے کے احسانوں (خدمات) کی وجہ سے۔ (مجمع الزوائد، ۱۴۳۳۹)

(۳۹) **عن سهل بن سعد الساعد ی رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الله یکره ان یخطئی ابو بکر** یعنی اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکر سے کوئی غلطی ہو۔ (المعجم الاوسط للطبرانی کمافی مجمع الزوائد: ۱۴۳۳۸، کنز العمال ج ۱۱ص ۲۵۰)

(۴۰) **لووزن ایمان ابی بکر بایمان العالمین العالمین لرجح** یعنی اگر ابوبکر کا ایمان تمام جہانوں کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابوبکر کا ایمان بھاری ہے۔ (ابن عدی حدیث ۱۰۱۲)

اس ایک حدیث میں صدیقی خصائص کی انتہا کردی گئی ہے۔

(۴۱) **عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال : رایٰ رسول الله ﷺ ابا الدرداء یمشی بین ید ی ابی بکر الصدیق فقال: یا ابا الدرداء تمشی قدام رجل لم تطلع الشمس بعد النبیین علیٰ رجل افضل منه** (فضائل الصحابہ ۱۳۷)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر سے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا تم اس شخص کے آگے کیوں چل رہے ہو جس سے بہتر شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوا۔

(۴۲) بکر بن عبداللہ مزنی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **ان ابا بکریفضل الناس بانه کان اکثرهم صلاۃ وصومااِنما فضلهم بشیيء کان فی قلبه** یعنی ابوبکر زیادہ نمازوں اور روزوں کی وجہ سے لوگوں سے آگے نہیں نکلے بلکہ اس راز کی وجہ سے آگے نکلے ہیں جو اِن کے سینے میں ہے۔ (فضائل الصحابہ ۱۱۸، نوادر الاصول ۱۲۶۹)

(۴۳) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس امت میں سے اس امت پر سب سے زیادہ مہربان تھے۔ (ترمذی حدیث ۳۷۹۰)

(۴۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو آپ کی منقبت پڑھنے کا حکم دیا، فرمایا: **قل حتیٰ اسمع** یعنی سنا میں سننا چاہتا ہوں۔ (مستدرک حاکم ۴۴۶۸)

(۴۵) صلح حدیبیہ کے موقع پر جب عروہ بن مسعود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ: آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی کو چھوڑ جائیں گے، تو سیدنا صدیق اکبر نے اس سے فرمایا: **امصص بظر اللات، انحن نفر عنه وندعه** یعنی اپنے بت لات کا حسبِ عادت جا کر پیشاب پی، کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھاگیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیں گے؟ (بخاری: ۲۷۳۱)

(۴۶) **عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال لی رسول الله ﷺ فی مرضه: ادعی لی ابابکر، واخاک، حتیٰ اکتب کتابا، فانی اخاف ان یتمنیٰ متمن ویقول قائل : انا اولیٰ، ویابی الله والمؤمنون الا ابا بکر.** (مسلم: ۶۱۸۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں مجھ سے فرمایا: ابو بکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تاکہ تحریر لکھ دوں، مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے اور کہنے والا کہتا نہ پھرے کہ

میں زیادہ حق دار ہوں ،حالانکہ اللہ اور تمام مومنین (یعنی فرشتے)ابو بکر کے سوا ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں۔
امام احمد نے یہ الفاظ بھی روایت فرمائے ہیں کہ:معاذ اللہ ان یختلف المومنون علی ابی بکر یعنی اللہ کی پناہ کہ مومنین ابوبکر پر اختلاف کریں۔(فضائل صحابہ:۲۲۷)۔

اس حدیث میں کئی خصائص ہیں جن کی قوت الفاظ دنیائے اسلام پر بھاری ہے۔

(۴۷)حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف شدید ہوگئی،تو فرمایا:مروا ابابکر فلیصل بالناس یعنی ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے،حضرت عائشہ نے عرض کیا وہ نرم دل والے آدمی ہیں،جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکے گے فرمایا:ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ام المومنین نے وہی بات دہرائی،تو فرمایا:ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے،تم لوگ یوسف کے زمانے والیاں ہو،پھر قاصد ان کے پاس گیا اور انہوں نے نبی کریم کی حیات طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔
(بخاری:۶۷۸،مسلم ۹۴۸)

(۴۸)آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا امامت کرائے۔(ترمذی:۳۶۷۳)

(۴۹)۔آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔(فتح الباری ۲/۱۹۳)

(۵۰)قرآن میں آپ کو سب سے بڑا متقی کہا گیا ہے وسیجنبھا الاتقی(الیل:۱۶)

اس آیت سے صدیق اکبر کا افضل،اعرف اور اعلم ہونا ثابت ہے۔اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:جب صدیق اکبر اس امت کے سب سے بڑے متقی ہیں تو لازم ہوا کہ آپ ہی اللہ کے سب سے بڑے عارف ہوں۔(الزلال الاتقیٰ صفحہ ۶۸)

(۵۱)۔آپ خوابوں کی تعبیر کے سب سے بڑے ماہر تھے۔(الریاض النضر ۃ ۱:۵۹)

(۵۲)۔آپ علم الانساب کے سب سے بڑے ماہر تھے۔(مسلم حدیث:۶۳۹۵)

(۵۳)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت کو حکم دیا کہ ابوبکر سے اپنی نعتیں درست کروائیں۔(مسلم:۶۳۹۵)

(۵۴)۔آپ نے سب سے پہلے قرآن پاک جمع فرمایا۔(بخاری حدیث:۴۹۸۶)

(۵۵)نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس تکلیف میں وصال فرمایا اسی دوران اپنے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے نکلے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے،اور اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:ان اللہ خیر عبدا بین الدنیا و بین ماعند ہ فاختار ماعنداللہ فبکیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ فقلت فی نفسی مایبکی ھذا الشیخ ان یکن اللہ خیر عبدا بین الدنیا و بین ماعندہ فاختار ماعنداللہ فکان رسول اللہ اھو العبد و کان ابوبکر اعلمنا قال یا ابابکر لاتبک ان امن الناس علی فی صحبتہ و مالہ ابوبکر و لو کنت متخذا خلیلا من امتی لاتخذت ابابکر ولکن اخوۃ الاسلام و مودتہ ، لایبقین فی المسجد باب الا سدالا باب ابی بکر . (بخاری ۴۶۶،۴۶۷،مسلم ۶۱۷۰)

ترجمہ:اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا پس اس بندے نے اس کو اختیار کرلیا جو اللہ کے پاس ہے،سو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا:اس بزرگ کو کیا چیز رلا رہی ہے،اگر اللہ نے ایک بندے کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں اختیار دیا ہے اور اس بندے نے اس کو اختیار کرلیا ہے جو اللہ کے پاس ہے؟پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ بندے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم

والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تم مت رو، بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال سے میری خدمت کرنے والا ابوبکر ہے اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کے اعتبار سے بھائی ہونے کا رشتہ اور دوستی اپنی جگہ قائم ہے، مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہیں رکھا جائے گا مگر اس کو بند کر دیا جائے گا سوائے ابوبکر کے دروازہ کے۔

اس حدیث میں صدیق اکبر کے کئی خصائص مذکور ہیں۔ اس حدیث کے پیشِ نظر اور امامت والی حدیث کے پیشِ نظر علماء نے پوری امت کا اجماع بیان کیا ہے کہ آپ تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم ہیں۔ (ابنِ بطال ۲/۱۱۵)

یہی وہ خطبہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری خطبہ ہے، جو حجتہ الوداع کے تین ماہ بعد مسجد نبوی میں دیا گیا، آخری یادگار خطبے کے طور پر محبت والوں کیلئے زبانی یاد کرنے کے قابل ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (اپنے زمانے میں) تمام انسانوں سے بڑے عالم تھے **انہ کان اعلم الناس** (مسند احمد)

(۵۶) آپ نے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت سب سے زیادہ جرأت اور استقامت کا مظاہرہ فرمایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب قرآن شریف کی آیت **ما محمد الا رسول** تلاوت فرمائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حیرانی دور ہوگئی اور سب کو یقین آ گیا کہ حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما چکے ہیں۔ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایسا لگتا تھا جیسے لوگ اس آیت کا مفہوم آج تک نہیں سمجھے تھے۔ جب لوگ وہاں سے رخصت ہوئے تو ہر ایک کی زبان پر یہی آیت تھی **واللہ لکان الناس لم یکونو یعلمون ان اللہ انزلھا حتیٰ تلاھا ابوبکر رضی اللہ عنہ فتلقاھا منہ الناس الخ** (بخاری: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲)

(۵۷) صحابہ کرام میں اختلاف ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے، اس بارے میں کسی کے پاس کوئی علم نہیں تھا، مگر صدیق اکبر نے بتایا کہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی جہاں وفات پاتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں۔ (قرطبی ج ۴، ابن ماجہ ۱۶۲۸)

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: **وکان مع ذلک اعلمھم بالسنۃ، کما رجع الیہ الصحابۃ فی غیر موضع یبرز علیھم بنقل سنن عن النبی ﷺ یحفظھا ھو ویستحضرھا عند الحاجۃ الیھا لیست عند ھم:** یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ سنت کے عالم تھے، جیسا کہ صحابہ نے ایک سے زیادہ مرتبہ آپ کی طرف رجوع کیا اور آپ ضرورت کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث لے کے سامنے آئے، جو انہیں حفظ تھی اور دماغ میں حاضر تھی اور وہ باقی صحابہ کے پاس نہیں تھی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۵)

(۵۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت سے فرمایا کہ اگر آئندہ آؤ اور مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر سے مل لینا۔ (بخاری: ۲۲۰۷، مسلم: ۶۱۷۹)

(۵۹) آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگوں سے کئے ہوئے وعدے پورے کیے **من کان لہ عند رسول اللہ ﷺ دین اوعدۃ فلیاتنا.** (۳۱۳۷)

(۶۰) مرتدین اور منکرین ختم نبوت کا مقابلہ کیا۔ (بخاری ۱۳۹۹، ۱۴۰۰)

(۶۱) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد مرتدین نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا: واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ یعنی جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھا اللہ کی قسم میں اس کے خلاف جنگ کروں گا۔ باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان اس بات کو نہ سمجھ سکے۔ پھر بحث مباحثہ کے بعد ان پر واضح ہو گیا کہ صدیق اکبر حق پر ہیں۔ لہٰذا سب نے صدیق اکبر کی بات کی طرف رجوع فرمایا۔ قال عمر رضی اللہ عنہ فواللہ ماھو الاان قد شرح اللہ صدر ابی بکر رضی اللہ عنہ ،فعرفت انہ الحق (بخاری حدیث ۱۳۹۹)

(۶۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکر سے خطا ہو۔ (مجمع الزوائد: ۱۴۳۲۸)

(۶۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب بنی، آپ کا جسم گھٹتا گیا حتیٰ کہ آپ کی وفات ہو گئی مازال جسمہ یجری حتیٰ مات ۔ اسی دوران غار والے سانپ کا زہر بھی عود کر آیا ثم انتقض علیہ و کان سبب موتہ (مشکوٰۃ شریف: ۶۰۳۴)

(۶۴) قرآن وسنت میں سب سے زیادہ تفضیل کے صیغے آپ کے لئے استعمال ہوئے ہیں مثلاً اعظم درجۃ (الحدید: ۱۰) ،الاتقیٰ (الیل ۱۷)، افضل الامۃ (ابوداؤد: ۴۵۲۸)، خیر الصحابہ (بخاری: ۳۶۶۸)، اعلم (بخاری ۴۶۶)، ارحم (ترمذی ۳۷۹۰)، امن الناس علیٰ رسول اللہ ﷺ (بخاری ۴۶۶)، احق بالامامۃ (مستدرک حاکم ۴۴۷۸)، اشجع (مجمع الزوائد ۱۴۳۳۳) ان میں سے ہر صیغہ آپ کی خصوصیت ہے۔

عن عمر بن الخطاب قال : ابوبکر سید نا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ ﷺ یعنی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر ہمارے آقا و سردار تھے اور ہم سب سے بہتر تھے اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیارے تھے۔ (بخاری ۳۶۶۸) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم مجھے اپنی گردن کٹوا دینا منظور ہے مگر میں اس قوم کا امیر نہیں بن سکتا جس میں ابوبکر موجود ہوں۔ (بخاری ۶۸۳۰) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر کے سر پر بوسہ دیا اور فرمایا: انا فداک ، ولولا انت لھلکنا یعنی میں قربان جاؤں، اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۴۸) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول سب سے زیادہ مناقب و خصائص آپ ہی کے ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ الذی لاالہ الا ھو، لولا ان ابوبکر استخلف ما عبداللہ یعنی اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر ابوبکر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۴۸)

ابھی ہم نے صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے اکٹھے خصائص کا ذکر نہیں کیا جن میں اس امت کا کوئی تیسرا فرد شامل نہیں۔ خلفاء ثلاثہ کے خصائص جن میں کوئی چوتھا شامل نہیں، اور خلفاء اربعہ کے خصائص جن میں کوئی پانچواں شامل نہیں، مگر ابوبکر ہر جگہ شامل ہیں۔ اگر مناقب شمار کرتے وقت اس نکتے کو ذہن میں رکھیں گے تو انشاء اللہ چشمِ تحقیق روشن ہو جائے گی۔

اے عزیز! خصائصِ صدیق نمبر دے کر لکھتے ہوئے نمبروں کو سنبھالنا مشکل ہو گیا، صرف بخاری شریف میں ہی آپ کے ''خصائص'' کی تعداد بیس (۲۰) سے زیادہ ہے، یہ تو صرف خصائص کی بات ہے جبکہ سیدنا صدیق اکبر کے مناقب گننے سے علماء عاجز آ چکے ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کم للصدیق من مواقف واثر ومن یحصی مناقبہ ویحیط بفضائلہ غیر اللہ عزوجل یعنی صدیق کے کتنے ہی مراتب ہیں اور آپ نے کتنی ہی یادیں چھوڑی ہیں، ان کے مناقب کا شمار اور فضائل کا احاطہ اللہ عزوجل کے سوا کون کر سکتا ہے۔

(تہذیب الاسماء واللغات ج ۲ ص ۴۷)

سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور جدید سائنس

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ **انگور کے فوائد:** انگور ایک نہایت ہی مفید پھل ہے، اس کا ذکر قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ میں بھی کئی مقامات پر آیا ہے۔ ہمیشہ پکا ہوا اور میٹھا انگور کھانا چاہئے۔ سوکھا ہوا چھوٹا انگور کشمش اور بڑا انگور منقیٰ کہلاتا ہے، اس کے چند فوائد ملاحظہ کیجئے:

☆ انگور جسم کو معتدل اور پرکشش بنانے میں دوا کا کام کرتا ہے۔

☆ انگور جسم میں موجود فاسد مادوں کو خارج کرتا ہے۔

☆ نزلہ، زکام، کھانسی کو دور کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر بلغمی امراض میں بھی بے حد مفید ہے۔

☆ معدہ اور آنتوں کو جلا بخشتا ہے۔

☆ جگر کو طاقت دیتا ہے۔

☆ انگور آنتوں کے زخم کے لئے فائدہ مند ہے لیکن 10 سے 15 دانے استعمال کئے جائیں، اس سے زائد کھانے سے نقصان کا اندیشہ ہے

☆ بادام کی گریوں کے ساتھ انگور کھانا نہ صرف دماغی امراض میں مفید ہے بلکہ قوت حافظہ کو بھی تیز کرتا ہے۔

☆ انگور کھانے سے حلق (گلے) کے امراض ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

☆ انگور امراض گردہ و مثانہ میں بھی مفید ہے۔

☆ اس کا رس گردے اور مثانے کی پتھری کو خارج کرنے میں مدد دیتا ہے۔

☆ ترش انگوروں کا رس آنکھوں کے درد کے لئے مفید ہے۔ (ماخوذ پھلوں، پھولوں اور سبزیوں سے علاج، ص 171 تا 190)

احتیاط: کچا اور ترش انگور گلے کے لئے نقصان دہ ہے، نیز سردی کی وجہ سے سینہ خراب ہو تو انگور کے استعمال سے پرہیز کریں۔

☆ **کیلے کے فوائد:** کیلے کا شمار خوش ذائقہ اور لذیذ ترین پھلوں میں ہوتا ہے، شاید آم کے بعد سب سے لذیذ اور زیادہ کھایا جانے والا یہی پھل ہے۔ کیلے کا شمار ان پھلوں میں ہوتا ہے جن میں تقریباً تمام وٹامنز پائے جاتے ہیں۔ کیلا ایک مکمل غذا ہے، کہا جاتا ہے کہ دو کیلے کھانے سے ایک مکمل کھانے جتنی قوت حاصل ہوتی ہے۔

☆ **کیلے کے چند فوائد:**

1..... کیلا خصوصاً ان بچوں کے لئے مفید ہے جنہیں کسی سبب سے ماں کا دودھ نہ ملا ہو، ایسے بچوں کو بقدر ضرورت پکے ہوئے کیلے کا نصف

2.....پیچش اوردست کے مریضوں کے لئے کیلے کا استعمال بہت مفید ہے گو دادودھ میں ملا کر دینا چاہئے۔

3.....کیلا خشک کھانسی اور گلے کی خشکی دور کرتا ہے۔ 4.....کیلا دل کو فرحت دیتا اور خون کی کمی دور کرتا ہے۔

5.....جلے ہوئے مقام پر کیلے کا لیپ لگانا، جلن، سوزش اور درد دور کرنے میں نہایت مفید ہے۔

☆ **کیلے کے چھلکے نہ پھینکیں:** جی ہاں! کیلے کا چھلکا بھی نہایت مفید ہے۔ چند فوائد یہ ہیں:

1.....کیلے کے چھلکے کی اندرونی سطح کو دانتوں پر ملنے سے ایک ہفتہ کے اندر دانت سفید اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔

2.....کیلے کے چھلکے کا مساج دانوں اور جھریوں کو دور کرنے کے لئے بہت مفید ہے۔

3.....کسی زہریلے جانور یا کیڑے کے کاٹنے سے خارش ہو رہی ہو تو متاثرہ جگہ پر کیلے کا چھلکا رکھیں، خارش میں کمی ہوگی اور سکون ملے گا ،افاقہ ہونے تک عمل جاری رکھیں۔

4.....فرنیچر، جوتے اور چاندی کی چیزوں کی صفائی کے لئے بھی کیلے کا چھلکا استعمال کیا جاتا ہے (انٹرنیٹ کی مختلف ویب سائٹ سے ماخوذ)

☆ **مولی کے فوائد:** مولی ایک سفید رنگ کی سبزی ہے اسے زیادہ تر کچا کھایا جاتا ہے، سلاد کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور مولی کو اس کے پتوں کے ساتھ ملا کر بطور سالن بھی پکایا جا سکتا ہے۔ مولی خود دیر سے ہضم ہوتی ہے لیکن دوسری غذاؤں کو جلد ہضم کر دیتی ہے۔ مولی کا نمک کے ساتھ استعمال کئی امراض کے علاج کے لئے مفید سمجھا جاتا ہے۔

☆ **مولی کے فوائد:**

1.....گردہ اور مثانہ میں پتھری ہو جانے میں مولی کا استعمال بے حد مفید ہے۔

2.....بواسیر کے مریضوں کے لئے مولی اور اس کے پتوں کا رس فائدہ مند ہے جو جلن اور خارش بھی ختم کر دیتا ہے۔

3.....جگر کی خرابی کے لئے بھی مفید ہے۔ 4.....مولی کو یرقان اور تلی کے امراض کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

5.....پیشاب کی جلن یا رک رک کر آتا ہو تو مولی کھانے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔

6.....مولی کا رس تل کے تیل میں ڈال کر پکائیں جب صرف تیل رہ جائے تو اسے بوتل میں ڈال کر محفوظ کر لیں، یہ کانوں کے امراض کا بہترین علاج ہے۔

7.....مولی کا اچار کھانے سے تلی، بواسیر اور رکے ہوئے پیشاب کی تکالیف دور ہو جاتی ہیں۔

احتیاط: کچی مولی کھانے سے منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا مسجد میں جانے، ذکر اللہ کرنے، نماز پڑھنے سے پہلے منہ کی بدبو لازمی دور کر لیجئے۔

☆ **مٹر اور اس کے فوائد:** مٹر ایک خوش رنگ، ذائقہ دار، عوام وخواص میں مقبول اور موسم سرما میں پائی جانے والی سبزی ہے جسے مختلف

چیزوں کے ساتھ مختلف انداز میں پکایا جاتا ہے۔اس کی تاثیر گرم خشک ہے۔

مٹر کے چند فوائد پیشِ خدمت ہیں: ☆ مٹر خون پیدا کرتا ہے۔

☆ مٹر جسم پر گوشت بڑھاتا ہے۔ ☆ مٹر قبض کشا ہے۔

☆ مٹر میں آئرن (Iron) اور مختلف وٹامنز ہوتے ہیں جو جسم کو تروتازہ رکھتے، مضبوط بناتے اور بیماریوں کے خلاف لڑنے میں مدد دیتے ہیں۔

☆ مٹر میں کیلوریز کم اور فائبر کی مقدار زیادہ ہوتی ہے جو وزن گھٹانے میں بہت معاون ہے۔

☆ ابلے اور پسے ہوئے مٹروں کا پیسٹ چہرے پر لگانے سے جھریاں، داغ، دھبے اور دانے پھنسیاں ختم ہو جاتے ہیں۔

☆ مٹر میں پائے جانے والے اجزاء کولیسٹرول کو کم کرتے اور اس سے پیدا ہونے والی بیماریوں (جیسے ہارٹ اٹیک وغیرہ) کے خلاف ہیں، نیز شوگر کو بھی کنٹرول کرتے ہیں۔

☆ چوٹ والے یا جلے ہوئے زخم پر پسے ہوئے مٹروں کا پیسٹ لگانا جلن میں کمی لاتا ہے۔

☆ مٹر میں Folic Acid ہوتا ہے جو زمانہ حمل میں زچہ و بچہ دونوں کے لئے مفید ہے۔

☆ اگر کسی کو بھولنے کی بیماری ہو تو اسے مٹر استعمال کرنے چاہئیں کہ مٹر نہ صرف دماغ کو مضبوط کرتے بلکہ یادداشت کو بھی بہتر بناتے ہیں۔

☆ کچے مٹر نہ کھائیں کہ ان سے بعض لوگوں کو پیٹ درد کی شکایت ہو سکتی ہے۔ (مختلف ویب سائٹ سے ماخوذ)

پودینہ اور اس کے فوائد: پودینہ ایک چھوٹا خوشبودار پودا ہے۔عام طور پر اسے گھروں میں چٹنی اور سلاد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جبکہ اس کے چھوٹے چھوٹے پتے کھانے کو خوشبودار اور خوش ذائقہ بنانے کے کام بھی آتے ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پودینہ کو پسند فرماتے تھے۔(احیاء العلوم ۲/ ۴۵۷)

پودینہ کئی فوائد و خصوصیات کا مجموعہ ہے۔چند فوائد یہ ہیں:

☆ پودینہ کیلشیم اور فولاد کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ ☆ پودینہ کا شربت دل و دماغ کو قوت اور سر درد میں آرام پہنچاتا ہے۔

☆ پودینہ کا استعمال معدہ کے نظام کو درست کرتا اور ہاضمہ سے متعلق امراض میں نفع بخش ہے۔

☆ پودینہ میں خطرناک بیکٹیریا کو ختم کرنے کی قوت ہوتی ہے اس لئے یہ زہریلے کیڑوں مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ کے کاٹنے کی وجہ سے ہونے والے انفیکشن میں بھی فائدہ مند ہوتا ہے۔

☆ پائیوریا، مسوڑھوں اور دانتوں کی کمزوری اور اگر گلا بیٹھ جائے تو تازہ پودینے کے پتے چبانے سے آواز کھل جاتی اور گلے کی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔

☆ گردے اور مثانے کی پتھریوں سے نجات دلاتا ہے۔

کشف المعانی لمکتوبات امام ربانی۔۔۔۔۔شرح مکتوبات شریف

(محدث زماں حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ)

ادارہ الحقیقہ کے لیے جہاں یہ امر باعث عزو شرف ہے وہیں ہمارے قارئین کے لیے مادیت زدہ ماحول میں، قطبِ وقت، قندیل نورانی محدث رحمانی، غوث صمدانی، امام ربانی، المجدد والمنور الف ثانی، ابوالبرکات شیخ بدرالدین احمد فاروقی نقشبندی، سرہندی قدس سرہ العزیز کے مکاتیب جو مکتوبات امام ربانی (مکتوبات شریف) کے نام سے معروف ہیں، علوم و معارف اور حقیقت و معرفت کا بحرِ ذخار ہے جو اس قدر مشکل اور ادق ہیں کہ بقول امام ربانی مجدد الف ثانی علما کے علوم اور اولیاء کے معارف سے وراء ہیں جو مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہیں اور الف ثانی کے مجدد کے ساتھ خاص ہیں۔ نیز یہ علوم و معارف کشف صحیح اور الہام صریح سے ثابت ہیں جو کتاب و سنت کے عین مطابق اور اہلسنت کے عقائد و آراء کے بالکل موافق ہیں۔

ادارہ مجلّہ الحقیقہ اپنے قارئین کے لیے آسان اور عام فہم انداز میں، محدث زماں حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ "کشف المعانی لمکتوبات امام ربانی" جو کہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات شریفہ کی شرح، پہلی بار شائع کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے مزار پرانوار پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے، مجلّہ الحقیقہ کو اسلام اور تصوف کی حقیقی تصویر پیش کرنے اور قارئین کو فیض حاصل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ الحقیقہ)

"مکتوب بستم" بیسواں مکتوب نمبر ۲۰

فارسی	اردو
"نیز در سفارشِ بعضے ارباب حوائج با پیر بزرگوار خود نوشتہ اند"	(یہ خط) بھی بعض حاجتمندوں کی سفارش میں اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا ہے۔
"عرضداشتِ احقر الخدمہ آنکہ مکرّرً ادر باب وظائف والدۂ حبیب اللہ سرہندی و منکوحۂ مخادیم دیگر کہ در ضمنِ عریضہ مسطور اند مصدّ ع اوقاتِ خادمانِ عتبہ علیہ میگردد"	تمام خادموں سے حقیر ترین خادم کی عرضداشت یہ ہے کہ حبیب اللہ سرہندی کی والدہ اور اسکی بیوی اور دوسرے خدام جو عریضہ میں لکھے گئے ہیں کے وظائف کے متعلق دوبارہ بلند دربار کے خادموں کا وقت پریشان کر رہا ہوں (اس طرف توجہ دلا کر وقت ضائع کر رہا ہوں)
"اگر مبلغ وظائف مشار الیھم بدہلی آوردہ باشند مولانا علی راحکم خواہند فرمودہ کہ تسلی مشار الیھم نمایند"	اگر ان اشارہ کئے ہوئے اصحاب کے نقد وظائف دہلی لائے گئے ہوں تو مولانا علی کو حکم فرمائیں گے کہ ان کی تسلی کریں (تسلی دیں کہ وظائف پہنچ گئے ہیں)
"بعضے بطریق وکالت و بعضے بطریق اصالت آمدہ اند"	بعض وکالت کے ذریعہ اور بعض خود آئے ہوئے ہیں۔
"واگر مبلغ نیاوردہ باشند مشار الیھم حی و قائم اند التماس تصحیح پروانجات مینمایند"	اور اگر انکے نقد وظائف نہ لائے گئے ہوں تو پھر عرض ہے کہ یہ مشار الیھم زندہ اور قائم ہیں لہذا کاغذات صحیح کرنے کی التماس کیجائے۔
"زیادت گستاخی است"	زیادہ گستاخی ہے۔

حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ کی چند کرامات

مرتبہ: علامہ تابش آسوی

قسط نمبر:2 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ حاجی شوکت صاحب (مالک لاثانی بک سنٹر) جو حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کے مرید اور حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ کے مخلص ارادت مند ہیں، (حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ بھی ان سے بہت زیادہ شفقت و محبت فرماتے یہاں تک کہ آپ جب بھی شکر گڑھ تشریف لاتے ان کی دکان پر ضرور تشریف رکھتے) اپنی روداد یوں بیان کرتے ہیں:۔

''کہ میں دکان خریدنا چاہتا تھا اور پیسے میرے پاس صرف ساٹھ ہزار روپے (60000) تھے، جبکہ دکان خریدنے کے لیے مجھے پانچ لاکھ کی ضرورت تھی۔ میں حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کرنے کے بعد دعا کے لیے عرض کی۔ حضور نے فرمایا ''خریدو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے فضل فرمائے گا'' پھر کیا ہوا اس کے بعد جس کسی کو بھی پتہ چلا کہ میں نے دکان خریدی ہے کسی نے کہا کہ میں لاکھ روپے دوں گا اور کسی نے دو لاکھ دینے کا کہا اور دینے والوں نے ساتھ یہ بھی کہا جب آپ کے پاس ہوں گے اس وقت واپس کر دینا۔ حضور کے الفاظ مبارک کی برکت ہوئی کہ میرا کام بن گیا اور پیسوں کا بندوبست ہو گیا۔ رجسٹری کے لئے بھی پیسوں کی ضرورت تھی تو مدد کے لئے میں نے سوچا چلو اپنے چچا سے بھی بات کر لیتے ہیں تو انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جب حضور قبلہ عالم نے بن مانگے ہی عطا کر رہے ہیں تو پھر کیوں کسی رشتہ دار کا احسان کیوں لیا جائے اور یوں حضور نے اپنے بیگانے کی پہچان کرا دی''۔

☆ یہی حاجی صاحب بیان کرتے ہیں:۔

''کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹی کی رحمت سے نوازا (اس کا نام حضور مفکرِ اسلام نے عائشہ بتول رکھا) ابھی بچی کچھ دنوں کی ہی تھی کہ اس کو نظر لگ گئی جس کی وجہ سے وہ روتی رہتی تھی۔ بچی جب سوا مہینے کی ہوئی تو اس کی نانی صاحبہ تشریف لائیں اور کہنے لگیں میں نے بچی کو اپنے ساتھ لے کے جانا ہے، حاجی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ بچی تو بہت روتی ہے، کہنے لگیں کہ ہمارے ہاں بہت سے حکیم، ڈاکٹر اور دم درود والے ہیں وہاں بچی کا علاج کرا لیں گے اور وہ بچی اور اس کی والدہ کو اپنے ساتھ لے گئیں۔ فیصل آباد جہاں عائشہ بتول کے ننھیال ہیں وہاں سے بہت دم کرائے حتیٰ کہ بہت سے ڈاکٹروں کو بھی چیک اپ کرایا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا یعنی یوں سمجھیں کہ ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''۔ میں نے بالآخر حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں بچی کا حال عرض کیا تو سرکار نے فرمایا کہ بچی بڑی باغیرت ہے جب وہ یہاں چپ نہ ہوئی تو وہاں کیونکر ہو، اسے واپس لے آؤ۔ چنانچہ اگلے دن بچی کو واپس بلا لیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے ساتھ نمازِ مغرب باجماعت جامع مسجد نور میں ادا کی حضور میرے ساتھ گھر تشریف لا رہے تھے ابھی گلی کے کونے میں پہنچے تو بچی کے رونے

کی آواز سنائی دینے لگی عرض کی جناب یہ عائشہ بتول رورہی ہے۔ سرکار گھر جلوہ افروز ہوئے اور عائشہ بتول کو اپنی گود مبارک میں لے کر تین مرتبہ فرمایا" عائشہ بتول رونائیں، عائشہ بتول رونائیں، عائشہ بتول رونائیں"۔ آپ کا فقط یہ فرمانا تھا کہ بچی چپ ہوگئی اور پھر کبھی اس طرح نہ روئی، اب تو ماشاء اللہ جوان ہوگئی ہے، اب بھی اگر گھر میں کوئی پریشانی آجائے تو آنکھوں میں نمی ضرور آجاتی ہے لیکن رونے کی آواز نہیں نکلتی، یہ فقط حضور کے الفاظ مبارک کی تاثیر ہے"۔

☆ قاری عدنان پٹھان صاحب ساکن بوعہ اس واقعہ کے راوی ہیں:۔

"کہ میرا ماموں زاد بھائی ارشد شریف حضور قبلہ عالم کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوا۔ ایک دن وہ مجھ سے کہنے لگا کہ اولیاء اللہ کی کرامات ہوتی ہیں، کیا ہمارے مرشد گرامی کی بھی کوئی کرامت ہے؟ میں نے کہا ہاں ضرور ہیں آپ کی سب سے بڑی کرامت تو یہ ہے کہ آپ شریعتِ مطہرہ کے پابند ہیں، شریعت وطریقت کے مجمع البحرین ہیں، آپ شریعت کے زندہ وتابندہ شاہکار ہیں۔ آپ علیہ الرحمہ دانائے سبل ختم الرسل، مولائے کل، نورِ مجسم، رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ مقدسہ کے پاسبان ہیں۔ اس کے بعد پانچ چھ دن بعد حضور قبلہ عالم دنیا فانی سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ایک دن ارشد شریف صاحب سگریٹ پیتے ہوئے دربارِ عالی کی طرف گئے باہر ہی سگریٹ بجھا کر دربار عالیہ مقدسہ میں سلام کیا۔ رات کو جب سوئے تو قسمت جاگی اور حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا" ارشد صاحب ملنے بھی آتے ہو اور سگریٹ بھی پیتے ہو"۔ جب آنکھ کھلی تو ہوش آیا کہ دنیا میں تو میری سرکار کی کرامات تھیں ہی ظاہری پردہ فرمانے کے بعد بھی ہماری اصلاح فرمارہے ہیں"۔

☆ یہی پٹھان صاحب اپنے بھائی کا واقعہ سناتے ہیں:۔

"کہ ایک مرتبہ میرے بڑے بھائی عمران صاحب جنہوں نے مرغی خانہ نورکوٹ میں بنا رکھا تھا واپسی مغرب کے بعد رکشے پر سوار ہوکر اپنے گاؤں کی طرف آرہے تھے کہ راستے میں ڈاکوؤں نے حملہ کردیا۔ عمران صاحب کہتے ہیں کہ ہم سے پہلے بھی لوگوں کے ساتھ لوٹ مار کی گئی جب ہمارے رکشے کی طرف آئے تو میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے شیخ کے وسیلے سے عرض کی، یہاں تک کہ ڈاکوؤں نے رکشے میں موجود تمام لوگوں کا سامان وغیرہ لوٹ لیا ماسوا میرے۔ یہ صرف آپ کے نام اور ان کی یاد کی برکت تھی:

اولیاء راہست قدرت ازالہ　　　تیر جستہ باز آرندش زراہ

ترجمہ: اولیاء کرام کو خدا کی طرف سے ایسی قدرت وقوت عطا ہوتی ہے کہ (کمان سے) نکلے ہوئے تیر کو راستے ہی سے واپس پھیر سکتے ہیں۔

☆ انہی کی روایت ہے:۔

"میرے بھائی عمران صاحب کا ایک دوست بوٹا لیسین (وہ بھی بوعہ کے رہنے والے ہیں) اکثر بھائی عمران صاحب کے ساتھ حضور مفکر اسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے اور حضور اکثر عمران صاحب کو ان کے نام سے پکارتے۔ بوٹا لیسین صاحب کہتے ہیں کہ ایک میرے دل میں خیال آیا کہ شاید حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ میرے نام سے واقف نہیں ہیں آپ نے مجھے میرے نام سے کبھی نہیں پکارا، عمران

صاحب کا نام ہی لیتے ہیں۔ ہوا یوں کہ اسی دن ہم حضور مفکر اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے کمرے میں صوفے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بوٹا صاحب صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھے کہ اونگھ آ گئی۔ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے فرمایا ''عمران صاحب دیکھو بوٹا صاحب کو نیند آ گئی ہے'' آنکھ کھلی تو سمجھ آیا کہ میری سرکار تو میرے نام سے ہی نہیں بلکہ میرے عمل سے بھی واقف ہیں:

بندگان خاص علام الغیوب   در جہان جاں جواسیس القلوب

ترجمہ: غیبوں کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے خدا کے خاص بندے جان کی دنیا میں دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔

☆ جناب ممنون حسین آسوی صاحب کی روایت ہے:۔

''1998ء کی بات ہے کہ دورانِ سروس لاہور میں میری صحت شدید خراب ہوگئی۔ میرے ایک دوست نے کہا کہ یہاں لاہور میں ایک ڈاکٹر صاحب میرے دوست ہیں ان سے علاج کرالو، چیک اپ کے بعد ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ آپ کی اس بیماری کا علاج تو شاید امریکہ کے ڈاکٹروں کے پاس بھی نہ ہو۔ لہٰذا میں پریشانی کے عالم میں لاہور سے واپس حضور قبلہ عالم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور تمام صورتِ حال عرض کی تو حضور نے فرمایا کہ ''آپ کا علاج تو صرف پانی ہے'' چنانچہ ایک ہفتہ پانی کا کثرت سے استعمال کرنے کے بعد دوبارہ چیک اپ کرایا تو وہی ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ آپ کو کوئی بیماری نہیں۔ اس کے بعد جب بھی میری صحت خراب ہوتی ہے پانی کا استعمال کثرت سے کرتا ہوں اور تمام بیماریاں ان کی توجہ سے ٹھیک ہو جاتی ہیں اور یہ شفاء پانی میں نہیں بلکہ آپ کے فرمانے کی وجہ سے ہے''

☆ انہی سے مروی ہے:۔

''میرے ماموں زاد بھائی جناب توقیر صاحب کو ریہ کام کے لئے گئے لیکن اسے وہاں کام نہیں مل رہا تھا، کہتے ہیں کہ میں نے کم از کم دس فیکٹریوں میں پتہ کیا مگر ناکامی ہی ملی۔ ایک دن تھک ہار کر میں نے اپنے سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم سے علیہ الرحمہ سے تصور میں اپنا حال بیان کیا اور رات کو سو گیا۔ حضور خواب میں تشریف لائے اور فرمایا ''تمہیں صبح کام مل جائے گا'' صبح اٹھا ابھی ناشتہ کرنے لگا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا میں آپ کو ہی تلاش کر رہا تھا آپ کا کام ہو گیا ہے اور آج ہی سے ڈیوٹی پر جاؤ۔ یہ صرف مرشد کریم کی نگاہ کرم کا صدقہ ہے:

میں ان سے مانگتا ہی رہوں دو جہاں کی خیر   یہ خیر میری جھولی میں ڈالتے رہیں !!

☆ حکیم طارق صاحب (مریال) کی روایت ملاحظہ فرمایئے:۔

''ایک دفعہ حضور مفکرِ اسلام کی خدمتِ اقدس میں حسبِ معمول حاضری کے بعد تقریباً دن کے دس بجے اجازت طلب کی تو سرکار نے فرمایا ''حکیم صاحب تشریف رکھو'' پھر ظہر کے وقت اجازت طلب کرنے پر حضور نے فرمایا کہ ''حکیم صاحب تشریف رکھو'' عطا و خطا کی یہ تکرار ہوتی رہی۔ نماز عصر کا وقت بھی ہو گیا تو نماز حضور کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کے بعد پھر سے اجازت طلب کی تو آپ علیہ الرحمہ نے پھر سے وہی جواب ارشاد فرمایا۔ نمازِ مغرب ادا کرنے کے بعد میں نے سوچ لیا کہ جب سرکار خود اجازت فرمائیں گے تب ہی جاؤں گا۔ نماز

عشاء کے وقت بارش شروع ہوگئی، نماز عشاء باجماعت ادا کرنے کے بعد حضور نے فرمایا حکیم صاحب جانا ہے عرض کی جو حکم سرکار، حضور نے فرمایا کسی کو بھیجوں تمہیں چھوڑ آئے عرض کی حضور میں تو سائیکل پر آیا ہوں۔ پھر سوچا کہ نقشِ لاثانی سے لے کر گھر تک کا راستہ کچا ہے پھر گھر والی گلی میں پانی بھی جمع ہو جاتا ہے گھر جانا تو مشکل ہے، خیر حضور نے دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔ راستے میں حیران تھا کہ ریلوے تک کچا راستہ بارش ہونے کے باوجود وہاں کیچڑ نہیں اور جب گھر کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ گلی میں جہاں ذراسی بارش پر پانی جمع ہو جاتا تھا اور وہاں سے گزرنا محال ہوتا تھا میں نے وہ راستہ بھی بآسانی عبور کرلیا۔ جب میں گھر کے دروازے پر پہنچا حیران تھا کہ اتنی بارش کے باوجود نہ کپڑے گیلے ہوئے یہاں تک کہ سائیکل کے ٹائر تک بھی خشک۔ یہ مردِ قلندر کی نگاہ کا ہی اثر تھا کہ میں باخیر وعافیت گھر پہنچ گیا''۔

☆ یہی حکیم صاحب روایت کرتے ہیں:

''میں نیا گھر تعمیر کرنا چاہتا تھا اور پیسے بھی میرے پاس صرف دس ہزار تھے۔ میں نے حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تمنائے دل بیان کی اور دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا ''شروع کرو، اللہ تعالیٰ برکت فرمائے گا''۔ بس یہی فرمانا تھا خدا کی قدرت پتہ نہیں کہ میری مدد کہاں سے ہوتی رہی، میرا گھر بھی بن گیا اور مجھ پر کوئی ادھار بھی نہیں رہا۔ میں نے صرف حضور کی بارگاہ میں عرض ہی کی تھی کہ میرے سارے کام بن گئے''۔

☆ حافظ عبدالرزاق صاحب فرماتے ہیں:۔

''کہ ایک مرتبہ میرا اور کچھ دوستوں کا آرمی کی ٹیم کے ساتھ انتو والی کیمپ (جو نقشِ لاثانی نگر کے نزدیک ہے) والی بال کا میچ تھا۔ واپسی پر ہم اپنے دوستوں سمیت حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کی بارگاہ اقدس میں سلام کے لئے حاضر ہوئے تو بھوک بھی کافی لگ چکی تھی دل میں خیال آیا کہ اگر حضور کھانے کے لئے فرمائیں تو کیا ہی خوب ہو۔ خیر حضور کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا تو حضور نے جاتے ہی جو لنگر شریف تقسیم کرتا تھا اس سے فرمایا کہ پہلے ان کو کھانا کھلاؤ باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ لنگر شریف کھانے کے بعد میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ سنا ہے جب اللہ والوں کی بارگاہ میں جاؤ تو کوئی نذرانہ پیشِ خدمت کرتے ہیں ہمارے پاس صرف پچاس روپے ہیں جو کہ کرایہ کے لئے ہیں وہ ہم حضور کی خدمت میں نذرانہ پیش کردیتے ہیں اور خود پیدل چلے جائیں گے۔ کھانا کھانے کے بعد جب ہم اجازت لینے لگے تو پچاس روپے حضور کی خدمت میں پیش کئے تو مرشد کریم نے وہ پچاس بھی اور ساتھ سو روپے اپنی جیب مبارک سے نکالے اور واپس عنایت کرتے ہوئے فرمایا ''عبدالرزاق صاحب گاڑی والے بغیر کرائے نئیں لے کے جاندے''۔

☆ صوفی آصف صاحب کے بھائی عابد صاحب اپنا قصہ بیان کرتے ہیں:۔

''کہ مجھے بال جھڑ کی بیماری ہوگئی میرے بھنوؤں کے بال جھڑ گئے، ڈاکٹروں سے علاج بھی کرایا اور دم وغیرہ بھی کرایا لیکن کچھ فرق نہ پڑا ایک دن حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ صحن میں چہل قدمی فرما رہے تھے میں وہاں سے گزرا تو حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ نے دریافت فرمایا عابد صاحب کہاں جارہے ہو، عرض کی حضور بال جھڑ کی بیماری ہوگئی ہے دم کروانے جارہا ہوں۔ حضور نے فرمایا ادھر آؤ، آپ نے پھونک ماری،

پھونک کے اثر سے اگلے ہی دن سے بال اگنے شروع ہو گئے اور پھر چند ہی دنوں میں بھنوؤں کے بال ایسے گنے ہو گئے کہ دیکھنے والوں کے لئے فرق کرنا مشکل ہو گیا کہ کس آنکھ کے بال جھڑے تھے۔

☆ ڈاکٹر شبیر صاحب ساکن امرال کی روایت ہے:۔

''کہ میرے والد محترم بیمار تھے جب بیماری سے افاقہ ہوا تو میں حضور مفکرِ اسلام کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوا۔ حضور نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ شبیر صاحب والد محترم کی صحت کیسی ہے۔ عرض کی حضور بہت بہتر ہے، فرمایا ''شبیر صاحب اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنا چاہئے''۔ آپ کے کلمات مبارک سن کر میں پریشان ہو گیا کہ والد صاحب کو تو میں ٹھیک چھوڑ کر آیا ہوں، ساتھ ہی آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا'' ہماری تو دعا ہے کہ وہ آپ کے بچے کھیلا کے جاتے لیکن جو مالک کی رضا ہے اس میں راضی رہنا چاہئے''۔ حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ نے ابھی یہ کلمات فرمائے ہی تھے کہ مجھے گھر سے فون آ گیا کہ والد صاحب وصال کر گئے ہیں۔

☆ جناب شہزاد صاحب چتر والے (جو حضور قبلہ عالم کے مرید ہیں) کی روایت ہے:۔

''میرے بھائی کو پندرہ سال ہو گئے تھے سعودی عرب گئے لیکن وہ واپس آنے کا نام نہ لیتا تھا۔ میں نے جناب مفتی شاہد اقبال صاحب کو اپنے بھائی کے بارے میں بتایا کہ وہ واپس نہیں آتا اور ہمارے گاؤں کا ایک بے ادب کہتا ہے کہ اپنے پیر صاحب سے کہو اسے واپس لائے۔ مفتی صاحب مجھے لے کر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور صورت حال عرض کی، حضور نے فرمایا'' وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں ہے، عرض کریں گے انشاء اللہ جلد ہی واپس آ جائے گا''، جس دن ہم نے حضور کی بارگاہ میں عرض کی تھی غالباً بدھ کا دن تھا اور جمعہ کو مجھے (PCO کے ذریعے) پیغام ملا کہ آپ کے بھائی کی فون کال آئی تھی کہ میں لاہور پہنچ گیا ہوں وہاں سے مجھے لے جائیں۔

☆ ''ایک بابا جی (جو موضع مخوال کے رہنے والے تھے) کے بیٹے کو سعودی عرب گئے دس سال ہو چکے تھے مگر وہ پاکستان واپس نہیں آتا تھا۔ ظاہر ہے اولاد کی جدائی گھر والوں کو پریشان کرتی ہے۔ بابا جی نے اپنی پریشانی حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں عرض کی تو حضور نے دعا فرمائی اور بیٹا تین دن میں واپس آ گیا''۔

☆ ''ڈاکٹر نعمت علی صاحب جو کہ حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ کے کلاس فیلو تھے ان سے ایک دن جناب ممنون آسوی صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ میرے مرشد کریم آپ کے کلاس فیلو تھے ان کے متعلق کچھ بتائیں:

میری ہر محفل ان کے ذکر سے سجتی ہے ان کی الفت ہی سے میری زندگی گزرتی ہے

ڈاکٹر صاحب بتاتے ہیں کہ میں نے میٹرک حضور کے ساتھ کیا اس دوران میں نے کبھی ان کو فضول یا دنیاوی مشاغل میں پڑتے نہیں دیکھا، جب بھی بات کرتے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ والوں ہی کی کرتے۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ ابھی میں نہم کلاس میں تھا تو جس ہستی نے مجھے سب سے پہلے ڈاکٹر کا نام دیا وہ حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ تھے۔ فقط آپ علیہ الرحمہ کے ان الفاظ کی برکت سے میں آج ڈاکٹر ہوں، کیونکہ ان کے منہ سے نکلی ہوئی بات حق ثابت ہوتی''۔

علمائے سلف کی عبادتیں

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قسط:3

۳۱۔ حضرت عمرو بن میمون رحمتہ اللہ علیہ: حضرت عمرو بن میمون رحمتہ اللہ علیہ یہ کبار صحابہ کرام مثلاً امیر المومنین حضرت عمرو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ اوران کے شاگردوں میں حضرت سعید بن جبیر و عامر شعبی و ابواسحاق سبیعی رحمتہ اللہ علیہم جیسے محدثین کرام قابلِ ذکر ہیں۔ یہ ایسے عارف باللہ و با کرامت بزرگ ہیں کہ جب یہ مسجد میں داخل ہوتے تو حاضرین کو ان کی صورت دیکھ کر خدا یاد آجاتا تھا، عبادت کی کثرت میں مشہور تھے۔ پچاس حج اور پچاس عمرے ادا کئے تھے اور دوسری عبادتوں کا تو شمار ہی نہ ہو سکا۔ ۷۴ھ میں وفات پائی اور کوفہ میں دفن ہوئے۔ (تہذیب التہذیب)

۳۲۔ حضرت امام زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ: حضرت امام زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی علی بن حسین بن علی ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ آپ خانہ اہلِ بیت کے روشن چراغ، اپنے دور کے ''سید السادات'' کثیر العبادات، صاحبِ کرامت، سردارِ اولیاء، سرتاج اصفیاء ہیں۔ آپ شہداء کربلا کی شہادت کے بعد خواتین اہل بیت کو ہمراہ لے کر کربلا سے دمشق اور دمشق سے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ آپ بہت ہی حلیم اور صابر و شاکر تھے۔ کبھی سفر اور وطن میں آپ کی نماز تہجد قضا نہیں ہوئی۔ آپ ایک ہزار رکعت نماز نفل پڑھتے تھے۔ اٹھاون برس کی عمر شریف پا کر مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور مدینہ منورہ کی قبرستان جنت البقیع میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو میں خاکِ سپرد کئے گئے۔ آپ کے علم و عمل کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں۔ (کمال و طبقات شعرانی و تہذیب التہذیب)

۳۳۔ حضرت عبداللہ بن غالب حدانی رحمتہ اللہ علیہ: حضرت عبداللہ بن غالب حدانی رحمتہ اللہ علیہ بہت مشہور عابد و زاہد تابعی ہیں اور علم حدیث میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اوران کے شاگردوں میں قتادہ وغیرہ نامور محدثین ہیں۔ آپ روزانہ ایک سو رکعت نماز چاشت پڑھتے تھے، مگر اتنے اطمینان کے ساتھ اور اتنی طویل نماز پڑھتے تھے کہ سعید بن یزید کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے دیکھا کہ یہ سجدہ میں گئے اور ایک شخص بصرہ کے پل سے گزر کر جانوروں کا چارہ خریدنے کے لئے گیا اور وہ بازار سے چارہ خرید کر آ گیا۔ مگر اس وقت تک انہوں نے سجدے سے سر نہیں اٹھایا تھا۔ ۸ ذوالحجہ ۸۲ھ کو یہ شہید کر دیئے گئے۔ دفن کے بعد ان کی قبر شریف کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ چنانچہ عام طور پر لوگ ان کی قبر کی مٹی اٹھا لے جاتے تھے۔ بار بار ان کی قبر پر مٹی ڈالی جاتی تھی اور لوگ خوشبو کی وجہ سے اٹھا لے جاتے تھے۔ (تہذیب التہذیب)

۳۴۔ حضرت عطا بن ابی رباح رحمتہ اللہ علیہ: حضرت عطا بن ابی رباح رحمتہ اللہ علیہ بہت ہی شاندار محدث ہیں۔ خلیفہ اموی سلیمان بن عبدالمالک کو آپ فقہ و حدیث پڑھایا کرتے تھے اور اس کی بادشاہی کا مطلق خیال نہیں کرتے تھے۔ بلکہ غریب و مفلس طلبہ کی صف میں اس کو بٹھا کر پڑھایا کرتے تھے۔ آپ نماز تہجد کے بے حد پابند تھے اور روزانہ نماز تہجد میں دوسو آیتیں نہایت تجوید و ترتیل کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے زندگی میں ستر حج کئے اور سو برس کی عمر پا کر ۱۱۵ھ میں مکہ معظمہ کے اندر وصال فرمایا۔ (طبقات شعرانی وغیرہ)

۳۵۔حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رحمتہ اللہ علیہم: حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رحمتہ اللہ علیہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔ یہ بہت ثقہ ومعتمد محدث تھے، مگر بہت ہی کم حدیثوں کی روایت فرماتے تھے، زیادہ تر ان کا میلان عبادت کی طرف تھا۔ روزانہ ایک ہزار رکعت نفل نماز پڑھا کرتے تھے، یہاں تک کہ لوگ کثرت نماز کی وجہ سے ان کو سجاد (بہت زیادہ سجدہ کرنے والا) کہتے تھے۔ ابن مدینی کا قول ہے کہ ۱۱۷ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ (تہذیب التہذیب)

۳۶۔حضرت عمیر بن ہانی عنسی رحمتہ اللہ علیہ: حضرت عمیر بن ہانی عنسی رحمتہ اللہ علیہ شام کے تابعی محدثین میں بہت ممتاز اور نامور ہوئے ہیں۔ یہ روزانہ ایک ہزار رکعت نفل نماز اور ایک لاکھ مرتبہ **سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم** کی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ صقر بن حبیب مری نے ان کو شہید کر دیا اور ان کے سر مبارک کو نیزے پر چڑھا کر شہر میں گشت کرایا۔ مروان طاطری کا بیان ہے کہ میں نے یہ منظر دیکھا تو مجھے برداشت کی طاقت نہیں رہی تو میں نے چلا کر کہا کہ افسوس اے بدنصیب! کاش تجھے خبر ہوتی کہ تو کس کے سر کو نیزے پر لے جا رہا ہے؟ یہ واقعہ ۱۲۷ھ میں پیش آیا۔ (تہذیب التہذیب)

۳۷۔حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم عتقی رحمتہ اللہ علیہ: حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم عتقی رحمتہ اللہ علیہ مصر میں مالکی مذہب کے مشہور فقیہ ہیں۔ انہوں نے سال کے مہینوں کو اس طرح تقسیم کر رکھا تھا کہ چار مہینے ''اسکندریہ'' میں رہ کر جہاد کرتے اور تین مہینے حج وزیارت مدینہ منور میں صرف کرتے اور پانچ مہینے تصنیفات میں اور اپنی درسگاہ میں علم حدیث میں گزارتے۔ یہ ہمیشہ روزانہ دو ختم قرآن مجید پڑھتے۔ مگر جب لوگوں نے ان کو علم حدیث کی طرف توجہ دلائی تو ایک ختم موقوف کر دیا اور ایک ہی ختم آخر عمر تک پڑھتے رہے۔ یہ ۱۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱ھ میں وفات پائی اور مصر میں مدفون ہوئے۔ (بستان المحدثین)

۳۸۔حضرت عبدالرحمٰن بن اسعد نخعی رحمتہ اللہ علیہ: حضرت عبدالرحمٰن بن اسعد نخعی رحمتہ اللہ علیہ یہ بہت ہی بلند مرتبہ تابعی محدث ہیں اور ان کا لقب ''فقیہ'' ہے۔ یہ بہت ہی عابد وزاہد وبا کرامت بزرگ تھے۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ حج کرنے کے لئے مکہ مکرمہ آئے تو ان کے پاؤں میں کوئی ایسی بیماری ہوگئی تھی کہ وہ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ساری رات نفل نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ انہوں نے چالیس حج اور چالیس عمرے ادا کئے تھے اور کبھی بھی ایک سفر میں حج وعمرہ ایک ساتھ نہیں کیا۔ بلکہ حج کے لئے الگ سفر کرتے اور عمرہ کی نیت سے دوبارہ سفر کرتے۔ اس طرح ان کے والد حضرت اسود رحمتہ اللہ علیہ نے چالیس حج اور چالیس عمرے ادا کئے تھے۔ ابن حبان نے ان کی وفات کا سال ۱۹۹ھ لکھا ہے۔ (تہذیب التہذیب)

۳۹۔حضرت علی بن بکار رحمتہ اللہ علیہ: حضرت علی بن بکار رحمتہ اللہ علیہ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ ان کا لقب ''محدث زاہد'' ہے۔ ان کا دل خوفِ الٰہی سے لبریز تھا، دن رات روتے روتے آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی۔ یہ ساری رات نفل نماز پڑھتے رہتے یہاں تک کہ عمر بھر عشاء کے وضو سے نمازِ فجر ادا کرتے رہے۔ بعض کا قول ہے کہ انہوں نے ۲۰۷ھ میں وصال فرمایا اور ابن سعد نے کہا کہ ان کا سال وفات ۲۰۸ھ ہے۔ مگر ابن حبان نے لکھا ہے کہ یہ ۱۹۹ھ میں بمقام مصیصیہ شہید ہوئے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم۔** (تہذیب التہذیب)

۴۰۔حضرت علی بن الجعد رحمتہ اللہ علیہ: حضرت علی بن الجعد رحمتہ اللہ علیہ کا وطن بغداد ہے۔ یحییٰ بن معین ان کے خاص شاگردان حدیث میں سے ہیں۔ ابو اسرائیل محدث نے ان کے جنازہ کے پاس کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ یہ وہ عالم ربانی ہیں کہ انھوں نے ساٹھ برس

تک صوم داؤدی رکھا۔ یعنی ایک دن کا ناغہ کر کے ہمیشہ ساٹھ برس تک روزہ رکھتے رہے۔ ۱۳۲ھ میں ان کی ولادت ہوئی اور ۲۳۰ھ میں وفات ہوئی۔ (تہذیب التہذیب)

۴۱۔ **حضرت غندر رحمۃ اللہ علیہ:** حضرت غندر رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن جعفر ہے اور وطن بصرہ ہے۔ آپ قبیلہ ہذیل کے آزاد کردہ غلام ہیں، اس لئے ''ہذلی'' بھی کہلاتے ہیں۔ غندر آپ کا لقب ہے۔ غندر کے معنی بہت شور مچانے والا۔ یہ لقب ابن جریج محدث نے آپ کو دیا، جس کا واقعہ یہ ہے کہ ابن جریج محدث کی درسگاہ حدیث میں طلبہ بہت زیادہ حدیث کے بارے میں سوال کر رہے تھے اور محمد بن جعفر سب سے زیادہ زور زور سے سوال وجواب کرنے لگے، تو ابن جریج نے ان کو ڈانٹ کر فرمایا کہ اسکت یا غندر یعنی اے شور مچانے والے! خاموش ہو جا۔ اس دن سے ''غندر'' آپ کا لقب ہو گیا اور یہ لقب اس قدر مشہور ہو گیا کہ حدیث کی سندوں میں آپ کا نام بہت کم آتا ہے۔ اکثر سندوں میں آپ کا لقب غندر ہی استعمال ہوتا ہے۔

عبادت وتقویٰ میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ کی باکرامت عبادت یہ ہے کہ آپ نے پچاس برس صوم داؤدی رکھا۔ یعنی پچاس برس تک ایک ایک دن روزہ رکھا اور ایک دن افطار کیا۔ ذیقعد ۱۹۳ھ میں آپ نے وفات پائی۔ (نووی علی المسلم)

۴۲۔ **حضرت قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ:** حضرت قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ''قاضی'' اور ''فقیہ'' ہے۔ ان کی پیدائش ''ہرات'' میں ہوئی۔ مگر انھوں نے ''بغداد'' کو اپنا وطن بنالیا تھا، اس لئے ''بغدادی'' کہلاتے ہیں۔ امام ابوبکر نیازی کا بیان ہے کہ قاسم بن سلام رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے، ایک تہائی رات سوتے اور ایک تہائی رات نوافل پڑھتے اور ایک تہائی رات میں کتابیں تصنیف کرتے۔ اس لئے آپ کی تصنیفات کافی تعداد میں ہیں۔ آخری عمر میں حج کے لئے گئے اور مکہ مکرمہ ہی میں ۲۲۴ھ میں آپ کی وفات ہوگئی۔ (تہذیب التہذیب)

۴۳۔ **حضرت منصور بن معتمر کوفی رحمۃ اللہ علیہ:** حضرت منصور بن معتمر کوفی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ تبع تابعین میں سے ہیں مگر امام احمد بن حنبل وعبدالرحمٰن بن مہدی وعلی بن مدینی وغیرہ نے آپ کو کوفہ کا سب سے ثقہ واعلیٰ محدث تسلیم کیا ہے۔ ان کی عبادت کا یہ حال تھا کہ سفیان بن ثوری کا قول ہے کہ اگر تم منصور بن معتمر کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تو یہ کہتے کہ بس ابھی انتقال ہو جائے گا۔ داڑھی سینے سے لگی ہوئی، استغراق کے عالم میں رات بھر نماز میں مشغول رہتے۔ جب منصور بن معتمر کا وصال ہو گیا تو ان کے پڑوسی کی ایک لڑکی نے اپنے باپ سے پوچھا کہ اے باپ! ہمارے پڑوسی کی چھت پر ایک ستون تھا وہ کب گر گیا؟ بچی کے سوال کی وجہ یہ تھی کہ منصور بن معتمر کبھی دن میں چھت پر نہیں چڑھتے تھے، صرف رات میں چھت پر کھڑے ہو کر ساری رات نماز پڑھتے تھے، تو وہ بچی یہ سمجھتی تھی کہ یہ کوئی ستون ہے۔ آپ رات میں اس قدر رویا کرتے تھے کہ ان کے گھر والوں کو ان پر رحم آنے لگتا تھا۔ اور شب بیداری وگریہ زاری سے آپ کی آنکھوں میں سرخی رہنے لگی تھی۔ مگر آپ اپنی شب بیداری کو چھپانے کے لئے صبح کو آنکھوں میں سرمہ لگا کر اور چہرے پر تیل مالش کر کے اپنی درسگاہ حدیث میں اس شان سے بیٹھتے کہ گویا ساری رات نیند بھر سو چکے ہیں۔ آپ کی باکرامت عبادت کا اندازہ کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ مسلسل ساٹھ برس تک ہمیشہ صائم الدہر اور قائم اللیل رہے، یعنی ساٹھ برس تک روزانہ دن میں روزہ رکھا اور ہر رات نفل نمازوں میں گزاری۔ اللہ اکبر

یہ عشق الٰہی کے پھندے کہاں ہیں؟ یہ اللہ کے پاک بندے کہاں ہیں؟

(طبقات شعرانی ونووی علی المسلم)

۴۴۔ **حضرت محمد بن طارق مکی** رحمۃ اللہ علیہ: حضرت محمد بن طارق مکی رحمۃ اللہ علیہ کوامام نسائی اورابن حبان نے ثقہ اورصالح محدث اور اپنے زمانے کا ممتاز عابد لکھا ہے۔ یہ اپنا گھر بار چھوڑ کر بیت اللہ شریف کے مجاور بن گئے تھے اور روزانہ بلا ناغہ ستر طواف کرتے تھے۔ ستر طواف کرنے میں تقریباً دس میل چلنے کے برابر چلنا پڑتا ہے۔ (تہذیب التہذیب)

۴۵۔ **حضرت مکی بن ابراہیم بلخی** رحمۃ اللہ علیہ: حضرت مکی بن ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے رہنے والے امام فقہ واستاد حدیث ہیں۔ یہ علم وفضل کی جلالت کے ساتھ عبادت و ریاضت میں بھی صاحب کرامت تھے۔ ساٹھ حج کئے اور دس برس تک حرم کعبہ میں معتکف رہ کر عبادت میں مصروف رہے یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد معتقد اور مداح تھے۔ چنانچہ ہر مجلس خصوصاً نماز پنجگانہ کے بعد حضرت امام ابوحنیفہ کے لئے دعا خیر کرتے رہتے تھے۔ (تذکرہ الحفاظ ومناقب اذ صدر الائمہ)

۴۶۔ **حضرت معلیٰ بن منصور رازی** رحمۃ اللہ علیہ: حضرت معلیٰ بن منصور رازی رحمۃ اللہ علیہ فقہائے حنفیہ میں نہایت بلند مرتبہ اوراعلیٰ درجہ کے امام حدیث ہیں اور قاضی امام ابو یوسف وامام محمد (شاگردان امام ابوحنیفہ) کے مایہ ناز وقابل فخر شاگرد ہیں۔ امام بخاری نے بھی ان کی شاگردی کی ہے۔ حافظ ذہبی نے ان کے بارے میں فرمایا کہ **کان من اوعیتہ العلم** یعنی یہ علم کے بھرے برتنوں میں سے تھے۔ انتہائی عابد وزاہد اور پرہیز گار بزرگ تھے۔ نمازوں میں ان کا استغراق اور خشوع وخضوع تو کرامت کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ یہ نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک بھڑوں کا چھتہ ان کے سر پر گر پڑا، مگر یہ نہایت ہی اطمینان کے ساتھ نمازوں میں مشغول رہے۔ کیا مجال کہ ذرا توجہ ہٹ جائے، آخر اس حالت میں نماز ختم کی، جب نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں نے دیکھا تو بھڑوں کے ڈنک سے ان کے تمام سر میں ورم آ گیا تھا۔ آپ کا اصلی وطن "رے" ہے، مگر بغداد آئے تو یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ۲۱۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (تہذیب التہذیب ومیزان الاعتدال وتذکرۃ الحفاظ)

۴۷۔ **حضرت محمد بن عبداللہ رقاشی** رحمۃ اللہ علیہ: حضرت محمد بن عبداللہ رقاشی رحمۃ اللہ علیہ کا وطن بصرہ ہے اور یہ امام بخاری وامام مسلم وامام نسائی وغیرہ محدثین کے امام ہیں۔ ان کے لئے عام طور پر یہ بات مشہور تھی کہ یہ روزانہ چار سو رکعت نفل نماز پڑھا کرتے تھے۔ امام بخاری کا قول ہے کہ ان کی وفات ۲۲۰ھ میں ہوئی۔ (تہذیب التہذیب)

۴۸۔ **حضرت محمد بن سماعہ** رحمۃ اللہ علیہ: حضرت محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ کے صاحبین یعنی امام ابو یوسف وامام محمد کے بہت ہی نامور شاگرد ہیں۔ حضرت خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ یہ فرماتے تھے کہ چالیس برس تک کبھی میری تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ لیکن جس دن میری والدہ کا انتقال ہوا اس دن ایک وقت کی جماعت چھوٹ گئی تو میں نے اس خیال سے کہ جماعت کی نماز کا پچیس گنا ثواب ملتا ہے، میں نے اس نماز کو اکیلے پچیس مرتبہ پڑھا اس درمیان میں مجھے غنودگی آ گئی تو کسی نے خواب میں آکر کہا کہ پچیس نمازیں تو تم نے پڑھ لیں مگر فرشتوں کی امین کا کیا کرو گے؟

حدیث شریف میں آیا ہے کہ امام جب ولا الضالین کہے تو لوگ امین کہیں۔ کیونکہ اس وقت فرشتے بھی امین کہتے ہیں اور جس کی امین فرشتوں کی امین کے ساتھ ہوتی ہے، اس کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ تو اس کی فضیلت کو تم بغیر جماعت سے نماز پڑھتے ہوئے

کس طرح حاصل کر سکتے ہو؟ ۲۳۳ھ میں محمد بن سماعہ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ (تہذیب التہذیب)

۴۹۔ حضرت یحییٰ بن سعید قطان رحمتہ اللہ علیہ: حضرت یحییٰ بن سعید قطان رحمتہ اللہ علیہ بصری کا شمار ان محدثین میں ہے جو حدیثوں کی جانچ پڑتال اور راویوں کے پرکھنے میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ بہت زیادہ عبادت گزار بھی تھے۔ آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ بیس سال تک بلا ناغہ آپ ہر رات نماز تہجد میں ایک ختم قرآن مجید پڑھتے رہے اور چالیس برس تک نماز ظہر کے لئے زوال آفتاب سے پہلے مسجد میں پہنچتے رہے۔ آپ کی وفات کے بعد زہیر بن نعیم بابی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ یحییٰ بن سعید قطان کے بدن پر ایک کرتا ہے جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کتاب من اللہ العزیز الحکیم براء ۃ لیحییٰ بن سعید القطان من النار (یعنی اللہ کی طرف سے یہ لکھی ہوئی یہ نجات کی تحریر ہے جو غالب اور حکمت والا ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان کے لئے جہنم سے نجات ہے) ۱۲۰ھ میں آپ کی ولادت اور ۱۹۸ھ میں وفات ہوئی۔ (تہذیب التہذیب)

۵۰۔ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ: حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا لقب "امام دار الہجرۃ" اور وطن مدینہ منورہ ہے۔ آپ "مالکی مذہب" کے امام ہیں۔ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں وفات پائی اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔ نوسو مشائخ سے علم حدیث پڑھا اور آپ کے بے شمار شاگردوں میں سے حضرت امام شافعی بھی ہیں جو آپ ہی کے ہم پلہ علم و فضل والے ہیں۔ آپ کو علم طلب کرنے کی خواہش بلکہ حرص بہت زیادہ تھی حالانکہ زمانہ طالب علمی آپ کا بہت ہی مفلسی میں گزرا، مگر اس کے بعد آپ پر دولت کا دروازہ کھل گیا۔ آپ درس حدیث کا بڑا اہتمام واحترام فرماتے تھے۔ غسل کر کے باوضو بہترین پوشاک پہن کر اور خوشبو لگا کر ایک چاکی پر نہایت عجز وانکسار کے ساتھ بیٹھتے۔ درس حدیث کے دوران عود ولوبان کی انگیٹھی جلتی رہتی۔ اور آپ درسِ حدیث کی وجہ سے پہلو نہیں بدلتے تھے۔ بلکہ جس حالت اور نشست کے ساتھ اول بیٹھتے اس ہیبت وحالت پر بیٹھے رہتے۔ ایک مرتبہ درس حدیث کے دوران آپ کے پیرہن میں بچھو گھس گیا۔ اور اس نے چند مرتبہ آپ کو ڈنک بھی مارا۔ مگر آپ نے احترام درس حدیث کی وجہ سے سبق بند کیا نہ پہلو بدلا۔

مدینۃ الرسول کے احترام کا یہ عالم تھا کہ آپ تمام عمر مدینہ منورہ میں رہے مگر زمانہ بیماری کے سوا کبھی شہر کے اندر قضائے حاجت نہیں فرمائی بلکہ ہمیشہ حرم کے باہر میدانوں اور جنگلوں میں رفع حاجت کے لئے تشریف لے جاتے۔

بادشاہوں نے تحائف میں بہترین گھوڑے آپ کو نذر کئے مگر آپ مدینہ منورہ میں کبھی گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے اور یہی فرماتے رہے کہ مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ میں اس زمین کو اپنے چوپایہ کے پاؤں سے کس طرح روندنا گوارا کرلوں؟ جس زمین کے چپے چپے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کا فخر وشرف حاصل ہو چکا ہے۔

خلیفہ ہارون رشید آپ کی بے حد تعظیم کرتا تھا۔ مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو بہت گراں قدر نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ کو اپنے دار السلطنت بغداد لے جانے کی انتہائی کوشش کی، مگر آپ نے صاف انکار فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے مدینۃ الرسول کی جدائی کسی قیمت پر گوارا نہیں ہے۔ درس حدیث کے بعد تلاوت قرآن مجید آپ کا بہترین مشغلہ تھا، آپ نے اتنی بار کلام اللہ ختم کیا کہ شمار نہیں ہوسکا۔

آپ بہت ہی صاحب کرامت تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک پارسا عورت کا انتقال ہوا، غسل دینے والی عورت نے کسی دشمنی کی وجہ سے اس پارسا اور نیک عورت کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا کہ یہ شرمگاہ کس قدر زنا کار تھی۔ فوراً ہی غسل دینے والی عورت کا ہاتھ شرمگاہ سے ایسا

چمٹ گیا کہ ہزاروں کوششوں کے باوجود ہاتھ شرمگاہ سے جدا نہیں ہوا۔تمام علمائے مدینہ اس کا سبب اور تدبیر معلوم کرنے سے عاجز رہے، لیکن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کشف وکرامت سے معلوم کرلیا اور فرمایا کہ اس غسل دینے والی عورت کو''حد قذف''(وہ سزا جو شریعت نے زنا کی تہمت لگانے والے کے لئے مقرر کی ہے)لگائی جائے۔چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق اسّی کوڑے لگائے گئے تو خود بخود اس کا ہاتھ شرمگاہ سے جدا ہوگیا اور سب کے دلوں میں امام مالک کی امامت وکرامت کا نور جگمگانے لگا۔آپ کی تصانیف کردہ کتابوں میں سب سے زیادہ مشہور کتاب''موطا امام مالک'' ہے۔جس کو ایک ہزار محدثین نے آپ کی زبان مبارک سے سن کر تحریر کیا ہے۔یوں تو موطا کے سولہ نسخے پائے جاتے ہیں مگر سب سے زیادہ مشہور ورائج نسخہ''یحییٰ بن یحییٰ مصمودی''اندلسی کا نسخہ ہے۔

یہی یحییٰ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک کی وفات کے آخری وقت ملاقات کے لئے ایک سوتیس فقہاء ومحدثین حاضر تھے اور سب اسی انتظار میں تھے کہ شاید اس آخری وقت میں امام کی کوئی نظر کرم مجھ پر پڑ جائے اور میری دنیا وآخرت سدھر جائے۔اس حالت میں امام مالک نے آنکھیں کھولیں اور یحییٰ بن یحییٰ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ **الحمد لله الذی اضحک وابکی وامات واحییٰ**:یعنی اس خدائے عزوجل کے لئے حمد ہے جس نے کبھی ہمیں خوشی دے کر ہنسایا اور کبھی غم دکھلا کر رلایا۔اسی کے حکم پر زندہ رہے اور اسی کے حکم پر جان قربان کرتے رہیں۔اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب موت سر پر کھڑی ہے اور اب خداوند سے ملاقات کا وقت قریب ہے،لوگوں نے عرض کیا کہ اے امام!اس وقت آپ کا کیا حال ہے؟ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ میں اولیاء اللہ کی صحبت کی وجہ سے بہت خوش ہوں اور میں اہل علم کو ہی''اولیاء''سمجھتا ہوں،یاد رکھو کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کو علمائے دین سے زیادہ عزیز کوئی مخلوق نہیں۔علمائے کرام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اور میں بے حد سرور ہوں کہ میری تمام عمر علم دین کی تحصیل وتعلیم میں بسر ہوگئی۔سن لو میں کسی مسلمان کو شریعت کا ایک مسئلہ بتا کر اس کے اعمال کی اصلاح کر دینا ایک سو حج اور ایک سو جہاد سے بہتر سمجھتا ہوں،اس کے بعد آپ کی آواز دھیمی پڑ گئی اور پھر چند منٹ کے بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ **انا لله وانا الیه راجعون** (کمال وطبقات شعرانی وبستان المحدثین)

۵۱۔حضرت ابوجعفر قاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت ابوجعفر قاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں حضرت بی بی سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ام المومنین نے ان کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا۔یہ تابعی ہیں اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ وابن عمر وابن عباس وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں۔یہ قرات میں اہل مدینہ کے امام واستاد ہیں۔اسی لئے قاری کے لقب سے مشہور ہیں۔یہ بہت ہی پرہیزگار اور بہت بڑے عبادت گزار اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ان کی وفات کے بعد جب ان کو غسل دیا جانے لگا تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ ان کے سینے میں دل کے مقام پر کھال کا رنگ کاغذ کے ورق کی طرح سفید وشفاف نظر آتا تھا اور اس میں ایک خاص قسم کی چمک تھی۔اس منظر کو دیکھ کر تمام حاضرین نے بالاتفاق یہی کہا کہ بلاشبہ یہ قرآن کا نور ہے جو ان کے قلب میں چمک رہا ہے۔کیونکہ تمام عمر انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم دی ہے۔ابوموسیٰ کا قول ہے کہ آپ کا سال وفات ۱۲۷ھ ہے اور خلیفہ نے کہا کہ آپ کا وصال ۱۳۰ھ میں ہوا۔ (تہذیب التہذیب)

(جاری ہے)

اللہ والوں کی باتیں

مرتبہ: علامہ ممنون حسین آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قسط نمبر:2

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ

تعظیم کرنے پر مغفرت: ایک مرتبہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے اور وہیں ایک شخص بلندی پر بیٹھا ہوا وضو کر رہا تھا لیکن آپ کو دیکھ کر تعظیماً نیچے آ گیا پھر اس کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کس حال میں ہو؟ اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے محض اس تعظیم کی وجہ سے جو میں نے امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی وضو کرتے وقت کی تھی مغفرت فرمادی۔

ٹاٹ کا لباس: ایک مرتبہ سیدنا امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سماعت حدیث کے لئے حضرت سفیان بن ثوری کی خدمت میں مکہ معظمہ پہنچ گئے اور روزانہ آپ کے پاس حاضری دیتے۔ ایک دن اتفاق سے جب آپ نہیں پہنچے تو حضرت ابوسفیان نے خادم کو بھیج کر خیریت معلوم کی اور جب خادم پہنچا تو دیکھا کہ کپڑے دھوبی کو دیئے ہوئے تھے اور خود برہنہ ہیں اور جب خادم نے عرض کیا کہ آپ مجھ سے کچھ رقم لے کر لباس تیار کرالیں تو آپ نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے ہاتھ کی تحریر کردہ ایک کتاب ہے اس کو فروخت کر کے دس گز ٹاٹ لا دو تا کہ میں کرتا اور تہہ بند تیار کرلوں اور جب اس نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو کتان خریدلوں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں ٹاٹ کافی ہے۔

زہد: حضرت امام احمد بن حنبل سے لوگوں نے سوال کیا کہ زہد کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا کہ عوام کا زہد تو حرام کردہ اشیاء کو ترک کردینا ہے اور خواص کا زہد حلال چیزوں میں زیادتی کی طمع کرنا ہے اور عارفین کے زہد کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ

مخلوق سے کنارہ کشی: جب لوگوں نے حضرت داؤد طائی سے سوال کیا کہ صحبت مخلوق سے کنارہ کش کیوں رہتے ہیں؟ فرمایا کہ اگر کم عمر کے لوگوں میں بیٹھوں تو وہ ادب کی وجہ سے دینی علم نہیں سکھائیں گے اور اگر معمر بزرگوں میں بیٹھوں تو وہ مجھے میرے عیوب سے آگاہ نہیں کریں گے۔ پھر میرے لئے مخلوق کی صحبت کیا سودمند ہو سکتی ہے۔ پھر کسی نے پوچھا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا کہ نکاح کے بعد بیوی کے روٹی کپڑے کی کفالت لینی پڑتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی کسی کا کفیل نہیں ہوتا، اس لئے میں کسی کو دھوکہ نہیں دینا چاہتا۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ داڑھی میں کنگھا کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا کہ ذکرِ الٰہی سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ آپ چونکہ مخلوق سے کنارہ کش رہ کر عبادت میں مصروف رہتے تھے اسی وجہ سے آپ کو عظیم مراتب عطا کئے گئے۔

حضرت احمد حرب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

آپ عمر بھر شب بیدار رہے اور کبھی لوگ آرام کرنے کے لئے اصرار کرتے تو فرماتے کہ جس کے لئے جہنم دہکائی جارہی ہو اور بہشت کو آراستہ کیا جارہا ہو لیکن اس کو یہ علم نہ ہو کہ ان دونوں میں اس کا ٹھکانہ کہاں ہے، اس کو بھلا نیند کیسے آسکتی ہے۔ فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ علم ہو جائے کہ فلاں شخص میری غیبت کرتا ہے تو میں اس کو سیم وزر سے مالا مال کردیتا، کیونکہ جس کی غیبت کی جاتی ہے اس کو بے حد ثواب ملتا ہے۔ فرمایا کہ خدا سے خائف رہتے ہوئے عبادت کرتے رہو اور دنیا کے دام فریب سے بچتے رہو، کیونکہ اس میں پھنس کر مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ

نصیحت: کسی نے حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے نصیحت کرنے کی درخواست کی تو فرمایا کہ اگر دوست کی خواہش ہے تو خدا کافی ہے، اگر ساتھیوں کی تمنا ہے تو نکرین بہت ہیں اور اگر عبرت حاصل کرنا چاہو تو دنیا کافی ہے اور اگر مونس کی تلاش ہے تو قرآن بہت کافی ہے اور اگر مشغلہ چاہتے ہو تو عبادت بہت بڑا مشغلہ ہے اور اگر میرے اقوال ناگوار ہوں تو جہنم کافی ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ

احترامِ مرشد: حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نہ تو کبھی دیوار سے ٹیک لگاتے نہ پاؤں پھیلاتے اور نہ کبھی کسی کے سوال کا جواب دیتے۔ ایک مرتبہ مسلسل چار ماہ تک آپ کے پیر کی انگلیوں میں شدید درد رہا اور آپ نے انگلیوں کو باندھے رکھا اور جب کسی نے وجہ پوچھی تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر جب اس شخص نے مصر پہنچ کر حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی تو ان کے پاؤں کی انگلیاں بھی بندھی ہوئی تھیں اور آپ نے فرمایا کہ چار ماہ سے درد میں مبتلا تھا پھر جب اس نے آپ سے حضرت سہل کا واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سوائے سہل کے میرے درد سے باخبر ہو کر کوئی اس طرح پیروی کرے۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

جو خدا کا حیا کرتا ہے ہر چیز اس کا حیا کرتی ہے: آپ کے ماموں کوتوال شہر تھے۔ انہوں نے آپ کو جنگل میں اس حالت میں دیکھا کہ ایک کتا آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے اور ایک لقمہ خود کھاتے ہیں اور ایک اس کو کھلاتے ہیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر ماموں نے کہا کہ تم کو حیا نہیں آتی کہ کتے کو کھانا کھلا رہے ہو، آپ نے کہا کہ حیا کی وجہ سے ہی تو میں اس کو کھلا رہا ہوں اور یہ کہہ کر جب آپ نے آسمان کی جانب دیکھا تو ایک پرندہ اپنی آنکھ اور چہرے کو پردے سے ڈھانپے ہوئے آپ کے دست مبارک پر آبیٹھا۔ آپ نے ماموں سے فرمایا کہ خدا سے حیا کرنے والی ہر چیز حیا کرتی ہے۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

دعا کی برکت: ایک شخص مکمل تیس سال سے عبادات ومجاہدات میں سرگرم عمل تھا اور لوگوں نے جب اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ درجہ کیسے ملا تو جواب دیا کہ میں نے ایک روز حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے دروازے پر جا کر جب انہیں آواز دی تو پوچھا کہ کون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کا ایک شناسا۔ یہ سن کر آپ نے یہ دعا کی کہ اے اللہ اس کو ایسا بنا دے کہ تیرے سوا کسی سے شناسائی نہ رہے۔ چنانچہ اسی دن سے مجھے یہ مراتب حاصل ہونے شروع ہو گئے اور آج اس درجہ تک پہنچ گیا۔

حضرت فتح موصلی رحمتہ اللہ علیہ

خوف معصیت: ایک مرتبہ گریہ وزاری کرتے کرتے حضرت فتح موصلی رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھوں سے اشکوں کے بجائے خون جاری ہو گیا اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ اس قدر کیوں روتے رہتے ہیں تو فرمایا کہ خوفِ معصیت سے۔

ایک مرتبہ کسی نے بطورِ نذرانہ پچاس درہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس کو بغیر طلب کچھ حاصل ہوا گر وہ قبول نہ کرے تو اس کو نعمتِ خداوندی کا منکر کہا جائے گا۔ یہ سن کر آپ نے صرف اس میں سے ایک درہم اٹھا لیا تا کہ کفرانِ نعمت نہ ہو۔

حضرت ابوتراب بخشی رحمتہ اللہ علیہ

چشمہ اور پیالہ نمودار: حضرت ابوالعباس سے منقول ہے کہ میں ایک مرتبہ صحرا میں حضرت ابوتراب رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ تھا تو آپ کے ایک مرید نے پیاس کی شکایت کی چنانچہ جیسے ہی آپ نے زمین پر پاؤں مارا ایک چشمہ نمودار ہو گیا۔ پھر دوسرے مرید نے عرض کیا کہ میں تو آبخورے میں پانی پینے کا خواہش مند ہوں اور آپ نے اس کی فرمائش پر جب زمین پر ہاتھ مارا تو بہت خوبصورت سفید رنگ کا پیالہ نکل آیا اور بیت اللہ تک وہ پیالہ ہمارے ساتھ رہا۔

آپ نے حضرت ابوالعباس سے پوچھا کہ آپ کے مریدین کی کشف وکرامات کے متعلق کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہت کم افراد اس پر یقین رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان چیزوں کو صحیح نہ سمجھنے والا کافر ہے۔

خدا کی رضا پر خوش: کسی نے حضرت ابوتراب بخشی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ اگر آپ کی کوئی حاجت ہو تو فرما دیجئے۔ آپ نے جواب دیا کہ مجھے تو خدا سے بھی حاجت نہیں اس لئے کہ میں تو اس کی رضا پر خوش ہوں وہ جس حال میں چاہے رکھے۔ فرمایا کہ درویش کو جو مل جائے وہی اس کا کھانا ہے اور جس سے جسم ڈھانپا جا سکے وہی لباس ہے اور جس جگہ مقیم ہو وہی مکان ہے۔

گناھوں سے ڈرنے کی فضیلت کا بیان

حجۃ الاسلام امام محمد بن غزالی شافعی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ گناہوں سے متنبہ کرنے والی باتوں میں خوفِ الٰہی، محبت کے انتقام کا اندیشہ، اس کے خوف اور شان وشوکت، اس کے عذاب کا ڈر اور اس کی پکڑ بہت نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس امر سے ڈریں کہ انہیں فتنہ یا دردناک عذاب پہنچے۔

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جوان کے پاس تشریف لائے جو نزع کے عالم میں تھا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اپنے آپ کو کس عالم میں پاتے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ! میں اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے خوفزدہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کسی بندے کے دل میں ایسی دو باتیں جمع نہیں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ اس بندے کی امید کو پوری کر دیتا ہے اور گناہوں کے ڈر سے اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔ وہب ابن الورد سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جنت کی محبت اور جہنم کا خوف مصیبت کے وقت صبر دیتا ہے اور یہ دو چیزیں دنیاوی لذتوں، خواہشات اور نافرمانیوں سے دور کر دیتی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ خدا کی قسم تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں جو گناہوں کو اتنا عظیم سمجھتے تھے کہ وہ بے حد وحساب سونے چاندی کی بخششوں کو بھی اپنے ایک گناہ سے نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

فرمانِ نبوی ہے کہ جو کچھ میں سنتا ہوں کیا تم سنتے ہو؟ آسمان چر چراتا ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ چر چرائے۔ ربِّ ذوالجلال کی قسم آسمان میں چار انگل جگہ نہیں ہے جس میں فرشتہ بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز، قیام کرنے والا یا رکوع کرنے والا نہ ہو۔ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور نکل جاتے پہاڑوں پر چڑھ جاتے اور اللہ تعالیٰ کے شدید انتقام اور ڈر اور جلال کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈتے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت بکر بن عبداللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو لوگ ہنستے ہوئے گناہ کرتے ہیں وہ روتے ہوئے جہنم میں جائیں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر مومن اللہ تعالیٰ کے تیار کردہ تمام عذابوں کو جانتا تو کبھی بھی جہنم سے بے خوف نہ ہوتا۔ صحیحین میں ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (الشعراء ۲۱۴)

ترجمہ: اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے گروہ قریش! اللہ تعالیٰ سے اپنے نفسوں کو خرید لو، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے معاملات میں کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کروں گا۔ اے بنی عبد مناف! میں تمہیں احکامِ خداوندی میں سے کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کروں گا۔ اے عباس! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کروں گا۔ اے صفیہ! میں تم کو اللہ کے سامنے کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کروں گا۔ اے فاطمہ! میرے مال سے جو چاہو مانگ لو میں اللہ کے سامنے تمہیں کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کروں گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ (المؤمنون:۶۰)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی عطا کردہ چیزوں سے دیتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اور پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ وہ شخص ہے جو زنا کرتا ہے، چوری کرتا ہے، شراب پیتا ہے مگر خوفِ خدا بھی رکھتا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اے ابوبکر کی بیٹی! ایسا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے صدقہ دیتا ہے مگر اس بات سے ڈرتا ہے کہ کہیں وہ نامقبول نہ ہوں۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہا گیا اے ابوسعید! تمہاری کیا رائے ہے ہم ایسے لوگوں کی محفل میں بیٹھتے ہیں جو ہمیں رحمتِ خداوندی سے امیدیں وابستہ رکھنے کی ایسی باتیں سناتے ہیں کہ ہمارے دل خوشی سے اڑنے لگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم تم اگر ایسی قوم میں بیٹھے ہو جو تمہیں خوفِ خدا کی باتیں سناتے اور تم کو عذابِ الٰہی سے ڈراتے یہاں تک کہ تم امن پا لو وہ تمہارے لیے بہتر ہے اس چیز سے کہ تم ایسے لوگوں میں بیٹھو جو تم کو بے خوفی اور امید میں رکھیں یہاں تک کہ تم کو خوف آ گھیرے۔

حضرت فاروقِ اعظم اور خوفِ خدا: حضرت فاروقِ اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب نیزہ سے زخمی کر دیا گیا اور ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹے! میرا چہرہ زمین پر رکھ دو، افسوس اور شدید افسوس! اگر اللہ نے مجھ پر رحم نہ فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المومنین! آپ کو کس چیز کا ڈر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے فتوحات کرائیں، شہر آباد کرائے۔ انہوں نے کہا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ مجھے برابر ہی میں چھوڑ دیا جائے یعنی نہ نقصان اور نہ نفع دیا جائے۔

حضرت زین العابدین بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم جب وضو سے فارغ ہوتے تو کپکپانے لگ جاتے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا تم پر افسوس ہے تمہیں پتہ نہیں میں کس کی بارگاہ میں جا رہا ہوں اور کس سے مناجات کا ارادہ کر رہا ہوں۔

حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا خوف خدا نے مجھے کھانے پینے سے روک دیا اب مجھے کھانے پینے کی خواہشات نہیں ہوتیں

صحیحین کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سات آدمیوں کا ذکر کیا کہ جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا تو انہیں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور وعید کو یاد کیا اور اپنے گناہ یاد کر کے خوفِ

الٰہی سے اس کی آنکھیں سے آنسو بہہ نکلے اور خوف الٰہی کی وجہ سے وہ نافرمانی اور گناہوں سے دور ہوگیا۔

جہنم کے عذاب سے دو محفوظ آنکھیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو آدھی رات کو اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے خدا کی نگہبانی کرتے ہوئے رات گزاری۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی مگر جو آنکھ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے رک گئی، جو آنکھ خدا کی راہ میں جاگی اور جس آنکھ سے خوفِ الٰہی کی وجہ سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا وہ رونے سے محفوظ رہے گی۔

اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونے والا جہنم سے بری ہے: ترمذی نے حسن اور صحیح کہہ کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رویا یہاں تک کہ دودھ تھن میں لوٹ آئے اور راہِ خدا کا غبار دھواں اکٹھا نہیں ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہزار دینار راہِ خدا میں خرچ کرنے سے مجھے خوفِ خدا سے ایک آنسو بہا لینا زیادہ پسند ہے۔

حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت ملی ہے کہ انسان کے خوفِ خدا سے بہنے والے آنسو انسان کے جسم کے جس حصے پر لگتے ہیں اس حصہ کو اللہ تعالیٰ جہنم پر حرام کر دیتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینۂ انور رونے کی وجہ سے ایسے جوش مارتا تھا جیسے ہانڈی ابلتی اور جوش مارتی ہے۔

کندی کا قول ہے کہ خوف خدا سے رونے والے ایک آنسو سمندروں جیسی لمبی اور عریض آگ کو بجھا دیتا ہے۔

ابن سماک کا اپنے نفس کو جھڑکنا: حضرت ابن سماک رحمتہ اللہ علیہ اپنے نفس کو سرزنش کرتے اور فرماتے کہ کہنے کو تو زاہدوں جیسی باتیں کرتے ہو اور عمل منافقوں جیسا کرتے ہو اور اس کجروی کے باوجود جنت میں جانے کا سوال کرتے ہو۔ دور ہو! دور ہو! جنت کے لیے دوسرے لوگ ہیں جن کے اعمال ہمارے اعمال سے بہت زیادہ مختلف ہیں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آدمی کو نصیحتیں: حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مَیں حاضر ہوا اور عرض کی اے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لختِ جگر! مجھے وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا سفیان جھوٹے میں مروت نہیں ہوتی، حاسد میں خوشی نہیں ہوتی، غمگین میں بھائی چارہ نہیں ہوتا اور بداخلاق کے لیے سرداری نہیں ہوتی۔ میں نے کہا اے رسولِ خدا کے فرزند! کچھ اور نصیحت فرمائیے، آپ نے فرمایا اے سفیان! اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں سے رک جا تو عابد ہوگا، اللہ کی تقسیم پر راضی ہو تو مسلمان ہوگا

جیسی تم لوگوں سے دوستی چاہتے ہوتم بھی ان کے ساتھ ویسی دوستی رکھوتب تم مومن ہوگے۔ بروں سے دوستی نہ رکھو ورنہ تو بھی برے عمل کرنے لگے گا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ آدمی اپنے دوستوں کے طریقے پر ہوتا ہے تم یہ دیکھو کہ تمہاری دوستی کس سے ہے اور اپنے کاموں میں ان لوگوں سے مشورہ لو جو خوفِ خدا رکھتے ہو۔ میں نے عرض کی اے رسولِ خدا کے فرزند! کچھ اور نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا جو بغیر قبیلہ کے عزت اور بغیر حکومت کے ڈر جائے اسے چاہئے کہ خدا کی نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اللہ کی فرمانبرداری میں آجائے۔ میں نے کہا اے رسولِ خدا کے فرزند کچھ اور نصیحت کیجئے، آپ نے فرمایا مجھے میرے والد نے تین بہترین ادب کی باتیں سکھلائیں اور فرمایا اے بیٹے! جو لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے سلامت نہیں رہتا، جو بری جگہ جاتا ہے متہم ہوتا ہے اور جو اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا شرمندگی اٹھاتا ہے۔

ابن مبارک رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے وہیب بن الورد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو شخص اللہ کی نافرمانی کرتا ہے کیا وہ عبادت کا مزہ پاتا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں اور وہ گناہ کا ارادہ کرنے والا بھی نہیں۔

خوفِ خدا: امام ابوالفرج بن الجوازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوف خواہشات نفسانی کو جلانے والی آگ ہے جس قدر یہ آگ شہوات کو جلائے گی اور گناہوں سے روکے گی اس قدر یہ بہترین ہوگی۔ اسی طرح جس قدر یہ خوف عبادت پر ابھارے گا اسی قدر یہ بہترین ہوگا اور خوف صاحب عزت کیسے نہیں ہوگا اسی سے ہی تو پاک دامنی، تقویٰ، پرہیزگاری، مجاہدات اور ایسے عمدہ اعمال کا ظہور ہوتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے جیسا کہ آیات واحادیث سے ثابت ہے۔

قرآن کی روشنی میں خوفِ خدا کی فضیلت

ارشادِ الٰہی ہے:

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ (الاعراف،۱۵۴)

ان لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

اور فرمانِ الٰہی ہے:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ (البینہ،۸)

اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرا۔

نیز فرمانِ الٰہی ہے:

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران،۱۷۵)

اور مجھ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔

مزید ارشاد ہوا:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمٰن،۴۶)

اور جو شخص اپنے پروردگار کے آگے کھڑا ہونے سے ڈرا ہے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

اور ارشاد فرمایا:

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى (الاعلیٰ،۱۰)

البتہ نصیحت حاصل کرے گا جو شخص ڈرتا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر،۲۸)

اللہ کے بندوں میں سے عالم ہی اس سے ڈرتے ہیں۔

اور ہر وہ آیت یا حدیث جو علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے وہ خوفِ خدا کی فضیلت پر بھی دلالت کرتی ہے کیونکہ خوف علم ہی کا ثمرہ ہے

احادیث کی روشنی میں خوفِ خدا کی فضیلت

ابن الدنیا کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذاا قشعر جسد العبد من مخافة الله عزوجل تحاتت منه خطاياه كما يتحات عن الشجرة الياسة ورقها

ترجمہ: جب خوف خدا سے بندے کا جسم کانپتا ہے اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ اور فرمایا:

قال الله سبحانه وتعالیٰ وعزتی لا اجمع علی عبدی خوفين ولا اجمع له امنين ان امننی فی الدنيا اخفته يوم القيمة وان خافنی فی الدنيا امنته يوم القيمة

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا، اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف ہو جائے گا تو میں قیامت کے دن اسے خوفزدہ کروں گا اور دنیا میں وہ مجھ سے ڈرے گا تو میں اسے قیامت کے دن بے خوف کروں گا۔

ابوسلیمان الدرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہر وہ دل جس میں خوفِ خدا نہیں ہے، ویرانہ ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (الاعراف،۹۹)

پس خدا کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے ہیں مگر خسارہ پانے والی قوم ہی بے خوف ہوتی ہے۔

ان کی باتوں میں گلوں کی خوشبو

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ جامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کیں دولت از گفتار خیزد

حقیقت بھی یہی ہے کہ انسانی سیرت وکردار پر چہرہ اور لہجہ دونوں اثر انداز ہوتے ہیں، وہ بات تیر بن کر دل میں کھب جاتی ہے جو دل کی گہرائیوں سے نکلی ہو۔ گفتگو کو اگر حکمت آمیز، معانی سے لبریز، مٹھاس سے معمور، دل دردمند کی ترجمان اور حسن بیان سے بھرپور ہو تو ایک ایک حرف اپنا اثر چھوڑتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت سازی میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال جہاں افروز کا اثر تھا وہاں آپ کے بیان فیض ترجمان کی تاثیر کا بھی اتنا ہی حصہ تھا، چھوٹی چھوٹی مگر حکمت وعظمت سے لبریز باتیں، تاثیر، کشش اور کیف میں رچے جملے اور معارف وحقائق کے خزانے اپنے دامن میں لئے ہوئے مختصر اقوال بلاشبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرتوں پر بے پناہ اثرات چھوڑتے تھے۔ ان میں جہاں ایمان تازہ ہوتا وہاں عرفان کو بھی غذا ملتی، ایک طرف اگر عقل کی گتھیاں سلجھ رہی ہوتیں تو دوسری جانب ذوق و وجدان کی پرورش بھی ہو رہی تھی۔ گفتار کی شیرینی اور بیان کی حلاوت کانوں میں اترتی محسوس ہوتی، یہی رنگ ہمیں صوفیا کرام کی محفلوں پر بھی غالب دکھائی دیتا ہے جب ہم ان کی مجالس ومحافل کا احوال اور ان کے ملفوظات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی محفل ومجلس ایسا چمنستان نظر آتی ہے جس میں ہر گل اپنا رنگ اور اپنی مہک رکھتا ہے رنگ آنکھوں کو سرور بخشتا اور مہک مشام جان کو معطر کرتی ہے۔ جب بزرگان دین کی محافل عروج پر پہنچیں تو دلکش جملوں عزت آمیز مثالوں اور دلچسپ حکایتوں کے ساتھ ساتھ زندگی کے عمیق ترین حقائق چٹکیوں میں حل ہوتے چلے جاتے، محفل پر کبھی جذب وکیف طاری ہوتا اور کبھی عقل وخرد کا رنگ کبھی ایمان وعرفان کی کیفیت غالب ہوتی اور کبھی ذوق ووجدان کی، کبھی جنت کی شادابیوں کا ذکر اور کبھی جہنم کی وادیوں کا تذکرہ، محفل میں رحمت حق کا ذکر آتا تو چہرے کھل اٹھتے، عذاب الٰہی کی بات چل نکلتی تو آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی، احترام انسانیت کا موضوع چھڑتا تو موتی لٹتے، تعلیم آدمیت کا مسئلہ آتا تو دریا بہتے، خدا کے عدل پر لب کشائی ہوتی تو چیخیں ابھرتیں، اس کے فضل پر زبان کھلتی تو باچھیں کھل جاتیں، غیرت فقر کا موضوع نوک زبان ہوتا تو بوریا نشینوں اور خرقہ پوشوں کے سر میں سکندر کا دماغ آجاتا، خدمت خلق کی بحث نطق آشنا ہوتی تو پندار وناموس کے آبگینے چھانکنے سے ٹوٹ جاتے۔ الغرض صوفیا کرام کی باتیں ایجاز واختصار کی بہترین مرقع ہوتیں، قطرے میں دریا اور ذرے میں صحرا کو انہوں نے سمو کر دکھایا، صوفیا کرام کی مجالس ومحافل میں اپنی اور غیروں، امیروں اور غریبوں، شہریوں اور دیہاتیوں، عالموں اور جاہلوں، گوروں اور کالوں، نیکوکاروں اور گناہ گاروں کی یکجائی کا عجب سماں ہوتا نہ تنقید وتعریض، نہ طنز نہ استہزاء، نہ مناظرانہ پن اور نہ دلآزاری۔ بات وہی کہی جو ہر دل کی تھی، نصیحت سے معمور اور عبرت سے بھرپور، صوفیا کرام کی مجالس گویا صحرا کے پاپیادہ مسافروں کے لئے گھنے درخت کی ٹھنڈی چھاؤں ہوتی اور عمر بھر کی تھکاوٹ دور ہو جاتی،

ان کا انداز تربیت اور طریقہ اصلاح کیا تھا؟ اس کا اندازہ ان کے ملفوظات سے ہوتا ہے اور ان کے موضوعات علمی و فنی نہیں، تبلیغی و اصلاحی ہوتے تھے۔ احترام انسانیت، توکل، توبہ، خوف خدا، اخلاص، ایثار، تقویٰ، محبت، خدمت، خدمت خلق اور عجز و نیاز ان کے دل پسند اور مرغوب موضوعات تھے، چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں، دہلی میں خانزادہ چشت کے عظیم صوفی بزرگ نظام الدین دہلوی کی محفل آراستہ ہے اللہ والوں کے مزاج کی بات چھڑی تو آپ نے فرمایا:

''ایک شخص بڑی محبت کے ساتھ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تحفے کے طور پر چھری لے کر آیا آپ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا تمہاری اس محبت پر شکر گزار ہوں مگر مجھے چھری نہ دو پھر کبھی آنا تو چھوٹی سی سوئی لیتے آنا کہ اللہ والے کاٹنے کا کام نہیں کرتے بلکہ جوڑنے کا کام کرتے ہیں''۔

ایک بار شیخ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس سجی تھی، علم و عمل کی یکجائی اور اس کا لازم وملزوم ہونا زیر بحث آیا تو آپ نے فرمایا:

'' تو شمع کی طرح بن اور شمع کی طرح نہ بن'' لوگوں کو اس پر حیرت ہوئی اور انہوں نے وضاحت چاہی تو آپ نے فرمایا شمع کی طرح بن کا مطلب ہے کہ دوسروں کو روشنی پہنچاؤ اور شمع کی طرح نہ بن کا معنیٰ ہے کہ اس کی طرح خود روشنی سے محروم نہ رہو''۔

توکل کیا ہے؟ اور توکل کی روح کیا ہے؟ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار ارشاد فرمایا:

''ایک بار ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے اپنے کثیر العیال ہونے کی شکایت کی میں نے اس سے کہا ان افراد کو گھر سے نکال دو جن کا رزق اللہ کے ذمے نہیں، تم صرف انہی کی کفالت کرو جن کی رزق رسانی تمہارے ذمے ہے، یہ سن کر اسے ساری بات سمجھ میں آ گئی اور چل دیا''۔

خرق عادت واقعات کے ظہور اور کرامات کے صدور کا خوش عقیدہ حلقوں میں بڑا چرچا رہتا ہے اور اسے معیار تقویٰ اور بزرگی سمجھا جاتا ہے مگر اس خیال کی بڑی یقین افروز وضاحت حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبند نے بہت ہی معنی خیز اور حسن کارانہ انداز میں فرمائی ہے، بعض لوگوں نے آپ سے کرامت کے ظہور کی بات کی آپ نے فرمایا:

''میری یہی کرامت کیا کم ہے کہ اتنے گناہوں کے باوجود میں زمین پر چل پھر رہا ہوں''۔

''صوفیا کے ہاں ''خود بینی'' کے بجائے ''خود شکنی'' رویہ زیادہ نظر آتا ہے اور ''ہمچو ما دیگرے نیست'' کی جگہ ''ہیچ میرزی'' کا چلن عام ہے، خواجہ نظام الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک ایسی مجلس کا گوشہ ملاحظہ ہو آپ نے فرمایا ''جسے دیکھو اور جس سے ملو اسے اپنے سے بہتر سمجھو اگر چہ تم اطاعت گزار ہو اور وہ گناہ گار ہو، ہوسکتا ہے یہ تمہاری آخری اطاعت ہو اور وہ اس کا آخری گناہ، تم اس کے بعد گناہ گار بن جاؤ اور وہ اطاعت اشعار''۔ شعلہ و شبنم کی یکجائی کے انداز میں کیسے بیان فرمایا، ایک جملہ دیکھئے آپ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے، قریب ہی گیلی لکڑیاں جل رہی تھیں ایک طرف آگ تھی اور دوسرے سرے سے پانی رس رہا تھا آپ کا ذہن فوراً اس طرف متوجہ ہوا اور فرمانے لگے:

''اگر یہ بات سچ ہے کہ تمہارے اعمال دل آتش عشق الٰہی میں جل رہے ہیں تو تمہاری آنکھوں میں آنسو رواں کیوں نہیں ہوتے''۔

لوگ نہ جانے عقل و دولت کسے کہتے ہیں؟ اس کی کیا علامات ہیں؟ اس کا مدار و معیار کیا ہے؟ اس باب میں شیخ ابوعلی محمد بن عبدالوہاب

رحمتہ اللہ علیہ کا نقطۂ نظر بصیرت افروز بھی ہے اور نصیحت آموز بھی۔

اُف ہے دنیا کے کاموں پر جب وہ اُمڈ کر آجائیں، اور اُف ہے دنیا کی حسرتوں پر جب وہ جاتی رہیں، عقل مند ایسی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے کہ آئیں تو مشغولیت کا سبب بنیں اور جائیں تو حسرت دے کر جائیں''۔

''اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرو'' یہ حکم الٰہی ہے، کتنا خرچ کرو؟ اس کی وضاحت متعدد احادیثِ رسول سے ملتی ہے اور احکام الٰہی تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ رہے صدقات نافلہ ان کی صرف ترغیب ملتی ہے حد اور شرح مقرر نہیں مگر اس اہم ترین مسئلے کو صوفیا کس نظر سے دیکھتے ہیں جس نے پوری دنیا کا سکون چاٹ رکھا ہے اور دماغ اڑا رکھا ہے، حضرت ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا انداز لائق توجہ ہے، آپ سے کسی نے پوچھا زکوٰۃ کب اور کتنی واجب ہے؟ آپ نے فرمایا مذہب فقہا کی رو سے پوچھ رہے ہو یا مذہب فقراء کے حوالے سے؟ سائل نے کہا دونوں طرح سے ارشاد فرمایئے، جواب دیا فقہا کا مذہب یہ ہے کہ سال گزرنے پر سو (100) درہم میں سے اڑھائی درہم نکال دو اور فقراء کا مشرب یہ ہے کہ جو کچھ مال و دولت ہو سال بھر کا انتظار کئے بغیر خدا کی راہ میں اور اس کی مخلوق خرچ کر دو۔

انسان فطرتاً مدنی الطبع ہے، مل جل کر رہتا، معاملات کرتا، اور کچھ لو اور کچھ دو کے انداز میں زندگی گزارتا ہے، اس کے کچھ فرائض ہیں اور کچھ حقوق۔ فرائض ادا کرنے میں کوتاہی برت جاتا ہے مگر حقوق طلب کرنے میں بہت مستعد اور ہشیار ہے، انسانوں کی بستی میں مفادات ٹکراتے بھی ہیں اور تحفظات آڑے بھی آتے ہیں، جھگڑے بھی اٹھتے ہیں اور فتنے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ایک عمومی صورتحال ہے مگر صوفیا کرام اس بارے میں جداگانہ رویہ رکھتے اور انداز اپناتے ہیں، وہ زندگی کو تجارتی بنیادوں پر استوار نہیں کرتے اور نہ لو اور دو کے اصول اختیار کرتے ہیں بلکہ ان کے ہاں ایثار، مروت، اخوت، احسان اور ترک و توکل کا چلن زیادہ ہوتا ہے وہ ''بھلا کر بھلا ہوگا'' کو فقیرانہ صدا دیتے ہیں جبکہ مومنانہ انداز ان کے ہاں ''سب کا بھلا'' خواہ کوئی بھلا کرے یا برا یہ بھلائی کا دامن کسی صورت نہیں چھوڑتے، دوستوں پر گلہ اور زمانے پر شکوہ ان کے نصاب زندگی میں شامل ہی نہیں، اسی نظریے کو حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اس طرح الفاظ کا قالب عطا کرتے ہیں، فرمایا:

''کوئی شخص اس وقت تک عارف و کامل نہیں بن اور کہلا سکتا جب تک وہ زمین کی طرح نہ ہو جائے کہ نیک و بد اس پر چلتے اور وہ ہر ایک کے سامنے بچھتی ہے اور بادل کی طرح نہ بن جائے جو ہر جگہ سایہ کرتا ہے خواہ گلستان ہو یا صحرا و بیابان، اور سورج کی طرح نہ بن جائے جو ہر ذرے کو روشن کرتا ہے اور شہر و دیہات میں امتیاز نہیں برتتا، اور بارش کی طرح نہ بن جائے جو ہر چیز پر برستی ہے پھولوں پر بھی اور کانٹوں پر بھی''۔

یہ چند جھلکیاں ایک خاص اسلوب حیات اور انداز فکر کو واضح کرتی ہیں، اور یہ اسلوب بہت حیات بخش اور یہ انداز بہت مثبت ہے، بشرطیکہ لوگ اسے محض ''ملفوظات'' نہ سمجھ لیں بلکہ زندگی کے ''معمولات'' بنا لیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو انسان کے ہاتھ وہ فردوس گم گشتہ آسکتی ہے جس کی تلاش میں صدیوں سے محو سفر اور بھٹک رہا ہے، ان باتوں سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ صوفیا و اولیاء صرف محیر العقول واقعات رونما نہیں کرتے اور نہ یہ ان کا بنیادی منصب ہے بلکہ وہ ایسا انداز حیات اپناتے ہیں جو ان کے لئے موجب عافیت اور دوسروں کے لئے ذریعہ منفعت ہے اور یہی اللہ والوں کا بہتر تعارف اور نمایاں تشخص ہے۔

سنہری باتیں

علامہ بلال آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (نور:۲۲)

ترجمہ کنزالعرفان: اور انہیں چاہیے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری بخشش فرمادے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (پ ۲۷، الرحمٰن، آیت ۶۰)

ترجمہ کنزالایمان: نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (ہود، آیت ۱۱۴)

بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کردیتی ہیں۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (سورۃ النساء:۱۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ خواہ (یہ گواہی) تمہارے خلاف ہو یا تمہارے ماں باپ اور قرابت داروں کے (فریق معاملہ خواہ امیر ہو یا غریب) اللہ ان کا (تم سے) زیادہ خیرخواہ ہے، لہٰذا تم کواہش کی پیروی کر کے عدل سے روگردانی نہ کرو، اگر تم نے گواہی میں ہیر پھیر کیا یا اعراض کیا تو اللہ تمہارے سب کاموں کی خبر رکھنے والا ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (سورۃ البقرہ، ۲۸۶)

ترجمہ: اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلّف نہیں کرتا۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (سورۃ الطلاق، آیت ۲)

ترجمہ: جو اللہ سے ڈرے، اللہ اس کے لئے تنگی سے نکلنے کا راستہ بنادیتا ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات، ۱۳)

ترجمہ: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى

ترجمہ کنز العرفان: اور یہ کہ انسان کے لئے وہی ہوگا جس کی اس نے کوشش کی۔

حدیث مبارکہ:

اَیُّهَاالنَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَایَقْبَلُ اِلَّا طَیِّباً (مسلم شریف ۱۰۱۵)

ترجمہ: یعنی اے لوگو! اللہ طیب ہے وہ صرف طیب کو قبول فرماتا ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ ، اَنَّ اَبَاالدَّرْدَاءِ ، قَالَ: کُنْ عَالِماً اَوْ مُتَعَلِّماً ، اَوْ مُحِبًّا اَوْ مُتَّبِعاً ، وَلَا تَکُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِکَ (السنن الکبریٰ بیہقی: ۳۸۱)

حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ عالم بنو یا طالب علم بنو یا ان سے محبت کرنے والے بنو یا ان کی اتباع کرنے والے بنو پانچویں نہ بننا، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم والله ماالدنيا في الاخرة الا مثل مايجعل احدكم اصبعه هذه واشار يحيىٰ بالسبابة في اليم فلينظر بم ترجع.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! آخرت (کے مقابلے) میں دنیا کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنی ایک انگلی سمندر میں ڈالے۔ یحییٰ نے اپنی انگشت شہادت کی طرف اشارہ کیا، پھر دیکھے وہ (انگلی) اس میں سے کیا (نکال کر) لاتی ہے۔ (مسلم شریف ۷۱۹۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **نعم الرجل الفقيه في الدين ان احتيج اليه نفع ، وان استغنى عنه اغنى نفسه۔**

ترجمہ: وہ عالم دین بہت اچھا ہے اگر اس کی ضرورت پڑے تو نفع پہنچا دے اگر اس سے بے پروائی ہو تو اپنے آپ کو بے نیاز رکھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ۲۵۱)

حضرت سیدنا ابو حازم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: باطن کی پاکیزگی کبیرہ گناہوں کی بخشش کا سبب ہے، جب بندہ گناہ چھوڑنے کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے تو کامیابیاں اس کے قدم چومتی ہے۔ (اللہ والوں کی باتیں: ج ۳ ص ۳۳۱)

السمت الحسن والقودة والاقتصاد جزء من اربعة وعشرين جزا من النبوة.

ترجمہ: اچھا رویہ، توقف اور میانہ روی نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔ (یہ اوصاف انبیائے کرام کی عادات مبارکہ سے ہیں) (ترمذی شریف ۲۰۱۰)

عربی کا ایک معقولہ ہے: **كل شيىء يرخص اذا كثر الاالادب ، فانه اذا كثر غلا.**

ترجمہ: ہر چیز جس کی پیداوار زیادہ ہو جاتی ہے وہ سستی ہو جاتی ہے، مگر ادب کثیر ہو کر مہنگا ہو جاتا ہے۔

آوارہ پاگل بیوروکریٹ

علامہ ڈاکٹر لیاقت علی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں نے اپنی کتاب ڈپٹی کمشنر کی ڈائری سیالکوٹ کے ایک عالم اور ماہر تعلیم پروفیسر شیخ محمد عبدالجبار صاحب کو پروف ریڈنگ کے لیے دی۔ شیخ صاحب گورنمنٹ علامہ اقبال کالج سیالکوٹ کے ریٹائرڈ پرنسپل تھے۔انہوں نے کتاب کی پروف ریڈنگ مکمل کر لی تو فرمانے لگے:

''یہ کتاب تو تجربات سے بھر پور ہے۔مگر آپ نے ان بیوروکریٹس کے انجام کا ذکر نہیں کیا جو عوام کو اذیت دیتے ہیں۔'' میں نے ان سے پوچھا: کوئی مثال دیں۔فرمانے لگے: دنیا تو مکافاتِ عمل ہے، جو بیجو گے وہی کاٹو گے۔ پھر انہوں نے کچھ بیوروکریٹس کے واقعات سنائے۔

پروفیسر صاحب نے سب سے پہلے سیالکوٹ کے ایک ڈپٹی کمشنر کا واقعہ سنایا۔ پاکستان بننے کے چند سال بعد سیالکوٹ میں ایک ڈپٹی کمشنر تعینات ہوا۔ وہ علماء کے سخت خلاف تھا۔ اکثر و بیشتر وہ علماء کو سیالکوٹ کے قلعہ کی دیواروں سے نیچے پھینکنے کا حکم دیتا تھا۔ علماء جیل میں سزا کاٹ رہے ہوتے تو وہاں جیل کے معائنے کے دوران انہیں گالیاں دیتا تھا۔ جب وہ ڈپٹی کمشنر ریٹائر ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ پاگل ہو گیا اور گلیوں میں آوارہ پھرتا رہتا تھا۔ یہ تھا اس کا انجام۔

ایک اور بیوروکریٹ کمشنر کراچی تعینات رہا تھا۔ فطین اور زیرک تھا۔ اقتدار کے عروج پر پہنچا تو ایک مہوش اس کی دشمن بنی اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کی لاش پوسٹ مارٹم کے بعد ورثاء کے حوالے کر دی گئی۔

ایک ڈپٹی کمشنر رشوت اور بدعنوانیوں کی وجہ سے نوکری سے نکال دیا گیا۔ وہ جس ضلع میں ڈپٹی کمشنر تھا اسی ضلع کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی عدالت میں ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا پیش ہوا۔ یہ ڈپٹی کمشنر جب سول سروس کے انٹرویو کے لیے گیا تو اس وقت اس کے والد کا بزنس اتنا اچھا تھا کہ اس نے اسے نئی مرسڈیز خرید کر دی تھی۔ اس کے باوجود اس نے شراب و کباب اور بدعنوانیوں کو اپنا شعار بنایا اور اس کا یہ برا انجام ہوا۔ یہ واقعات سنانے کے بعد پروفیسر شیخ عبدالجبار صاحب کہنے لگے: جب سرکاری افسر کا روزنامچہ لکھو تو پاکستان کی افسر شاہی کا ذکر کرتے ہوئے ان بیوروکریٹس کا عکس و کردار ضرور پیش کرو جو اوروں کے لیے مقام عبرت ہیں۔

ڈاکٹر ہاشم خان نیازی میری بھانجی کے میاں ہیں۔ بھانجی تو بیٹی ہوتی ہے۔ اس لیے ڈاکٹر ہاشم نیازی ہمارے داماد بھی ہیں اور بیٹے بھی۔ ایک روز وہ مجھے دفتر ملنے آئے تو مکافاتِ عمل پر گفتگو چل نکلی۔ کہنے لگے جب میں میو ہسپتال میں تھا تو اتفاقاً تین ڈی ایس پی ہسپتال

میں داخل ہوئے۔ دو ڈی ایس پی کینسر کے مریض تھے اور ان کی کیموتھراپی کی جارہی تھی۔ تیسری ڈی ایس پی خاتون تھی۔ وہ بھی اسی طرح کینسر کی مریضہ تھی اور کیموتھراپی کروارہی تھی۔ ڈاکٹر ہاشم نیازی کہنے لگے: پولیس کے اِن تینوں افسران کی موت بڑے دردناک انداز میں ہوئی۔ مقام عبرت ہے۔

ڈاکٹر ہاشم نیازی نے ایک حافظ قرآن مریض کا واقعہ بھی سنایا۔ یہ مریض کئی دنوں سے بے ہوش تھا اور مصنوعی سانس کی مشین کے ذریعے اس کا نظام تنفس بحال رکھنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ ایک دن وہ مریض اچانک اٹھا اور کلمہ شہادت پڑھتا ہوا ڈاکٹر ہاشم نیازی کے سامنے خالق حقیقی سے جاملا۔

میرے انتہائی قریبی دوست چوہدری ریاض احمد لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔ کافی مدت بیلجیئم رہے۔ ان کے والد گرامی پولیس آفیسر تھے۔ چوہدری صاحب کہنے لگے کہ ایک دن میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ سروسز ہسپتال گیا۔ ایک ریٹائرڈ ایس پی جو چوہدری صاحب کے والد کے آفیسر بھی رہے تھے اس ہسپتال میں زیرعلاج تھے۔ جو شخص بھی اس مریض کی عیادت کے لیے جاتا اپنے ناک پر رومال رکھ کر توبہ توبہ کرکے باہر نکلتا۔ چوہدری صاحب کے والد صاحب بھی اس مریض کی عیادت کے لیے گئے۔ وہ بھی ناک پر رومال رکھ کر باہر نکلے۔ چوہدری صاحب نے ان سے پوچھا کہ ایس پی صاحب کا کیا حال ہے۔ چوہدری صاحب کے والد نے بتایا کہ ایس پی صاحب کے کمرے میں بڑی بدبو ہے مگر بدبو کی وجہ معلوم نہیں ہورہی ہے۔ اچانک اس مریض نے چھینک ماری تو اس کے منہ سے کیڑے باہر نکلے جن کی وجہ سے وہ کمرہ اور متعفن ہوگیا۔ دراصل کمرے میں بدبوان کیڑوں کی وجہ سے تھی۔ جب اس بیوروکریٹ مریض کی موت ہوئی تو کوئی رشتہ داران کی میت کے نزدیک نہیں آیا۔ خاکروبوں نے پانی کے پائپ سے میت کی صفائی کی۔

چوہدری ریاض احمد صاحب کا آبائی گھر چوبرجی لاہور کے قریب ہے۔ چوہدری صاحب بتانے لگے: میں اپنے ایک پڑوسی بزرگ مریض کی تیمارداری کے لیے گیا۔ اس کے اہل خانہ نے اس کے ناک سے لے کر گھٹنوں تک باریک چادر ڈالی ہوئی تھی۔ مجھے اس چادر سے اس مریض کے اعضاء نظر آرہے تھے اور زبان کے نیچے ناف تک کوئی لوتھڑا نما چیز بھی نظر آرہی تھی۔ میں نے اہل خانہ سے پوچھا کہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ اہل خانہ کہنے لگے یہ ان کی زبان ہے جو تالو سے لے کر ناف تک باہر نکلی ہوئی ہے۔ ان کے لیے دعا کریں۔ اہل محلّہ کو اس مریض کی اذیت کا پتہ چلا تو مساجد میں خصوصی دعائیں کرائی گئیں کہ ”اے اللہ! اس مریض کو جلد اس دنیا سے اٹھالے۔“

میں نے چوہدری ریاض صاحب سے پوچھا کہ اس مریض سے کیا گناہ سرزد ہوا کہ اللہ کی طرف سے اتنی گرفت ہوئی۔ چوہدری صاحب کہنے لگے: اس مریض کا ایک معذور بیٹا تھا جسے گردوں کا مرض لاحق تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کا نکاح رقم دے کر سرحد میں ایک پٹھانی سے کرایا جیسے رواج ہے کہ لوگ عورتیں خرید کر ان سے شادی کرتے ہیں۔ وہ لڑکا تو شادی کے قابل نہیں تھا مگر اس پٹھانی کے بطن سے پانچ بچے پیدا ہوئے جو اس کے شوہر کے نہیں تھے بلکہ اس معذور لڑکے کے والد سے تھے۔ اس مریض کی گرفت اسی بھیانک گناہ کی وجہ سے ہوئی تھی اور وہ اس قدر عبرتناک انجام کو پہنچا۔

غسل

علامہ سعید آسوی

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوْا......(المائدہ:٦)

اوراگرتم ناپاک ہوتو خوب پاک ہوجاؤ(یعنی غُسل کرو)۔

غسل کے فرائض: غُسل میں تین فرض ہیں:

ا۔منہ بھرکُلّی کرنا ۲۔ناک میں پانی چڑھانا ۳۔تمام ظاہر بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک ہر حصّے پر پانی بہانا

غسل کا سُنّت طریقہ: پہلے دونوں ہاتھ گٹّوں تک تین مرتبہ دھوئے......پھر استنجے کی جگہ دھوئے......اگر بدن پر نجاست لگی ہو تو دور کرے......پھر نماز جیسا وضو کرے......پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑے، خصوصاً سردیوں میں......پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر پانی بہائے......پھر بائیں کندھے پر تین مرتبہ پانی بہائے......پھر سر اور تمام بدن پر تین بار......غُسل کے بعد جلد کپڑے پہنے۔

چند متفرّق مسائل:

☆......اگر بہتے پانی مثلاً دریا، نہر یا بارش میں کھڑا ہوا تو تھوڑی دیر رُکنے سے غُسل کی سب سُنّتیں ادا ہوگئیں۔

☆......اور اگر تالاب، حوض وغیرہ ٹھہرے پانی میں نہاتا ہے تو بدن کو تین بار حرکت دینے یا جگہ بدلنے سے تین بار دھونے کی سُنّت ادا ہو جائے گی۔

☆......یہی حال وضو کا ہے۔یعنی بہتے پانی میں تھوڑی دیر اس عضو کو رکھنے جبکہ ٹھہرے پانی میں تین بار حرکت دینے یا جگہ بدلنے سے عضو دُھل جائے گا۔

☆......سر کے بال گندھے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہائے۔اور عورت پر جڑ تر کر لینا ضروری ہے، کھولنا ضروری نہیں۔لیکن اگر چوٹی سخت گندھی کہ جڑوں تک پانی نہ جائے گا تو کھولنا ضروری۔

☆......کسی زخم پر پٹی بندھی ہو، جس کے کھولنے یا پانی بہانے پر کسی نقصان کا اندیشہ ہو تو پورے عضو کا مسح کریں۔یہ بھی نہ ہو سکے تو فقط پٹی پر مسح کافی لیکن پٹی غیر ضروری جگہ پر نہ بندھی ہو۔

☆......جسے نہانے کی ضرورت ہو، اسے مسجد میں جانا، قرآن مجید کو بغیر جزودان یا علیحدہ کپڑے کے پکڑنا، قرآن کو بغیر چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا، یا آیت لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا جس میں آیت لکھی ہو حرام ہے۔

مسائل دینیه

مفتی شاہد اقبال آسوی

بسم الله الرحمٰن الرحیم

سوال:صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل کون ہیں؟

جواب: یہ پوری امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل، اصدق الصادقین، امام المتقین، خلیفۃ المسلمین، حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں

تاجدار صداقت رضی اللہ عنہ کی افضیلت پر بے شمار احادیث مقدسہ شاہد و عادل ہیں۔ چند ایک یہاں بیان کی جاتیں ہیں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطاب فرمایا:

ان الـله خیر عبدًابین الدنیا وبین ماعنده،فاختار ماعندالله،فبکٰی ابو بکر رضی الله عنه فقلت فی نفسی ما یبـکـی هـذا الشیخ ان یکن الله خیر عبدابین الدنیا و بین ماعنده فاختار ماعندالله فکان رسول الله هو العبد و کان ابـو بـکـر اعـلـمـنا قال یاابابکر لاتبک ان امن الناس علی فی صحبته ماله ابو بکر ،ولو کنت متخذا خلیلا من امتی لاتخذت ابابکر ،ولکن اخوة الاسلام و مودته لاییقین فی المسجد باب الاسد الاباب ابی بکر ،

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اختیار دیا کہ دنیا اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے،ان میں سے ایک کو اختیار کرلے،تو اس نے اسے اختیار کیا جو کچھ اللہ کے ہاں ہے۔ابوبکر رونے لگے،میں نے دل میں کہا اگر اللہ نے اپنے کسی بندے کو دنیا اور اپنے ہاں کی چیز کے درمیان اختیار دیا ہے اور اس بندے نے اللہ کے ہاں کی چیز اختیار کرلی ہے تو اس میں اس بزرگ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کون سی چیز نے رلایا دراصل وہ بندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر مت رو،مجھ پر صحبت اور مال کے لحاظ سے سب سے زیادہ احسان ابوبکر کے ہیں۔اگر میں اپنی امت میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلامی اخوت ومودت (یعنی یہ میرا بھائی اور ہم میں باہم مودت ومحبت ہے) مسجد کو آنے والے تمام دروازے بند کردیئے جائیں سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔ (صحیح بخاری،صحیح مسلم، جامع ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لاینبغی لقوم فیهم ابو بکر ان یومهم غیره (ترمذی شریف مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا ان کی امامت کرے۔

صدیقہ کائنات فرماتی ہیں

قـال لـی رسـول الـله صلی الله علیه واله وسلم فی مرضه ادعی لی ابابکر واخاک حتی اکتب کتابا فانی

اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انااولیٰ ویأبی الله والمومنون الا ابابکر (صحیح مسلم شریف)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں مجھ سے فرمایا ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تا کہ میں تحریر لکھ دوں، مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے اور کہنے والا کہتا نہ پھرے کہ میں زیادہ حق دار ہوں حالانکہ اللہ اور تمام مومنین ابوبکر کے سوا ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابودرداء کو ابوبکر صدیق کے آگے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے ابودرداء تم اس شخص کے آگے چل رہے ہو جس سے افضل شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوا (المعجم الاوسط طبرانی، فضائل صحابہ امام احمد، مجمع الزوائد) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اتت امراۃ النبی صلی الله علیه واله وسلم فامرها ان ترجع الیه قالت ارایت ان جئت ولم اجدک کانها تقول الموت قال علیه الصلوٰۃ والسلام ان لم تجدینی فاتی ابابکر (بخاری شریف، صحیح مسلم جامع ترمذی)

ایک عورت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئی آپ نے اسے پھر کبھی آنے کا حکم دیا وہ کہنے لگی اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر جیسے وہ وصال کی بات کر رہی ہو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ابوبکر سیدنا و خیرناواحبنا الی رسول الله (صحیح بخاری، ترمذی، مستدرک حاکم)

ابوبکر ہمارے سردار ہیں ہم سے افضل ہیں اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ علیہ والہ وسلم کے محبوب ہے۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس موجود تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حسان بن ثابت کیا تم نے صدیق اکبر کی شان میں شعر کہے ہیں انہوں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کہو تا کہ میں سنوں

ثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدوبه اذصعد الجبلا وکان حب رسول الله قد علموا من الخلائق لم یعدل به رجلا فتبسم (مستدرک حاکم، الاستیعاب، تاریخ الخلفاء) آپ دو میں سے دوسرے تھے اس بابرکت غار میں اور دشمن اس کے اردگرد چکر لگا یا جب وہ پہاڑ پر چڑھا ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب تھے اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھتے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ رباعی سن کر مسکرائے۔

حضرت عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا لوگوں میں سب سے پہلے اسلام کون لایا۔ تو انہوں نے فرمایا کیا تم نے حضرت حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقة	فاذکر اخاک ابابکر بمافعلا
خیر البریة اتقا ها واعدلها	الا النبی واوفاها بما حملا
والثانی التالی المحمود مشهده	واول الناس منهم صدق الرسلا

(المصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸، الاستیعاب، مستدرک حاکم معجم الاوسط طبرانی، مجمع الزوائد)

ترجمہ: جب تم ارباب وفا کی داستان غم چھیڑو تو اپنے بھائی ابوبکر کو ضرور یاد کرنا جو کچھ اس نے کر کے دکھایا وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل، سب سے بڑا متقی، قابل اعتماد اور اپنی ذمہ داری کو سب سے زیادہ نبھانے والا تھا وہ دوسرے نمبر پر تھا نبی کے پیچھے پیچھے تھا اس کی رسالت کی گواہی بڑی پسندیدہ تھی۔ رسولوں کی تصدیق کرنے والے پہلے لوگوں میں سے تھا۔

قال علیه الصلوٰۃ والسلام مروا ابابکر فلیصل بالناس

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے (صحیح بخاری، مسلم شریف، ترمذی)

سوال: چوری اور شراب نوشی عام ہو رہی ہے اس کی ممانعت کے بارے میں کچھ احادیث بیان کر دیں۔

جواب: چوری اور شراب نوشی افعال قبیحہ میں سے بدترین افعال ہیں۔ ان کی ممانعت میں کثیر تعداد میں احادیث ہیں۔ چند ایک یہاں لکھی جاتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لعن الله السارق چوری کرنے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری کتب الحدود، مسلم شریف کتاب الحدود، نسائی شریف)

فضالہ بن عبید نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک چور لایا گیا

فقطعت یده ثم امر بها فعلقت فی عنقه

ترجمہ: تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے (ترمذی کتاب الحدود، ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لا یدخل الجنة عاق ولا قمار ولا منان ولا مد من خمر

ترجمہ: والدین کی نافرمانی کرنے والا، جوا کھیلنے والا، احسان جتانے والا اور شراب کا عادی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (نسائی، دارمی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے میری عزت کی **لا یشرب عبد من عبیدی جرعة من خمر الا سقیته من الصدید مثلها ولا یترکها من مخافتی الا سقیته من حیاض القدس**

ترجمہ: میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے گا میں اس کو اس کے مثل پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دے گا میں اس کو مقدس حوض میں سے (شراب طہور) پلاؤں گا۔ (مشکوٰۃ شریف، مسند احمد)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انه لیس بدواء ولکنه داء (ترمذی، داروی) ترجمہ: شراب دوا نہیں بلکہ خود بیماری ہے۔

آج اگر اسلامی قانون ہمارے ملک میں نافذ ہوتا تو چوری کرنے والے چور کا ہاتھ کاٹا جاتا اور شراب پینے والے کو اسّی درے مارے جاتے۔ موجودہ صورت حال میں مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں، ان کے ساتھ کھانا پینا بند کریں، کسی قسم کے اسلامی تعلقات نہ رکھیں۔ جب تک یہ توبہ نہ کریں۔ آج اگر دوست اپنے دوست کا خیر خواہ ہو تو اسے اپنے شرابی، چور دوست کو سمجھانے کے لئے اس سے سخت سے سخت تر اقدام کرنے چاہئے تا کہ اس کا دوست ان افعال قبیحہ سے پکی توبہ کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوار لے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ان برائیوں سے محفوظ فرمائے۔

نعت شریف

عشق جس کو ہوا پیمبر سے کیونکر اٹھے وہ آپ کے در سے
آج بھی ان کی ہے شہنشاہی کم نظر دیکھتے ہیں باہر سے
جس کو چاہیں وہ خود بلاتے ہیں جس کو چاہیں نکال دیں گھر سے
جن کو سجدہ کیا فرشتوں نے مانگتے ہیں وہ آپ کے در سے
اے حبیب خدا شہ والا درگزر میرے دامن تر سے
رحمت دوسرا !! نگاہ کرم دل نہ جائے حضور کے در سے
اس سخی سے یہ عرض ہے میری جس کا ابر سخا سدا برسے
خائب و خاسر و تہی دامن کون لوٹا حضور کے در سے
میں بھی تو اک مراد لایا ہوں کیوں نہ ہو گی وہ پوری اس در سے
اس تصور کی لاج رکھ لینا عرض کرتا ہوں دیدہ ترسے

نقش لاثانی کے تصدق میں
آسی تکمیل کو نہ اب ترسے

حضور مفکر اسلام پرفیسر محمد حسین آسی

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

نومسلم ڈائری .... مرزائیت پر برق

1000 ++ مسلمان

سرگودھا (سلانوالی) میں قادیانی میاں / بیوی کا قبول اسلام

اللہ جل مجدہ کا بے پایاں شکر و احسان اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے پناہ رحمت و کرم کے باعث شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' کے چیئر مین ممتاز مذہبی سکالر پروفیسر محمد عرفان محمود برق دامت برکاتہ کے ہاتھ پر جوق در جوق قادیانی حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ کوئی ہفتہ ایسا نہیں جب گروہ در گروہ قادیانیوں کو دین حق اسلام کی حقیقت کا ادراک ہو رہا ہے اور وہ قادیانیت سے تائب ہو کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اختیار کر رہے ہیں۔

تفصیلات کے مطابق سلانوالی سرگودھا سے عبید اللہ ولد عبد العزیز اور اہلیہ ماریہ عبید کو چیئر مین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' مجاہد ختم نبوت پروفیسر عرفان محمود برق نے اسلام کی دعوت دی اور عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت، قادیانیت کے بدترین کفریات وارتدادی عقائد سے آگاہ کیا اور عقیدہ ختم نبوت پر قرآن وسنت کی روشنی میں بھرپور دلائل دے کر فتنہ قادیانیت کی حقیقت بیان کی۔

جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیانی جوڑے نے قادیانیت کو چھوڑ کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر مکمل ایمان لا کر چیئر مین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' مجاہد ختم نبوت پروفیسر عرفان محمود برق کے ہاتھ پر کلمہ حق پڑھ کر بلا جبر واکراہ اسلام قبول کر لیا۔

''شیران اسلام پاکستان'' اور ادارہ الحقیقہ نومسلم نوجوان کو صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ صاحبزادہ عطاالحق نقشبندی حسینی (سرپرست اعلیٰ)، حافظ محمد اظہر نعیم (مرکزی امیر) و ممتاز مذہبی سکالر پروفیسر محمد عرفان محمود برق، چیئر مین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' کو اس کامیاب دعوت اسلام مہم پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں مزید ادارہ الحقیقہ نومسلم کے قبول اسلام کے لیے معاون حضرات کا تہہ دل سے مشکور وممنون ہے۔

☆☆☆

شیران اسلام پاکستان

Monthly Mujalah

AL-HAQIQA

Reg No: C.P.L.208

January 2023

شیرانِ اسلام پاکستان کے ترجمان

ماہنامہ مجلّہ الحقیقہ کے سالِ گذشتہ 2022ء میں شائع ہونے والے مایہ ناز شمارہ جات














www.alhaqiqa.pk